﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک 06 نومبر 2015ء | 23 محرم 1437 ہجری قمری ❁ 06 نبوت 1394 ہجری شمسی | شمارہ45

نیکی میں پہل کرنا

حضرت ابوایوبؓ انصاری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے اور جب دونوں ایک دوسرے سے ملیں تو ادھر ادھر نہ منہ پھیرلیں۔ فرمایا ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الهجرة)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ 2015ء

ہالینڈ، سپین اور البانیا سے تعلق رکھنے والے اہم مہمانوں کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقاتیں اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو۔

حضور انور کے اعزاز میں ڈنر کی تقریب میں ہالینڈ کی پارلیمنٹ کے ممبران کے علاوہ مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے ممبران پارلیمنٹ، ایمبیسیڈرز و دیگر سرکاری حکام و نمائندوں کی شرکت۔

❁......خلیفۃ المسیح نے اپنا پیغام بہت مؤثر انداز میں دیا ہے۔ یہ پروگرام امید سے زیادہ کامیاب رہا ہے۔ ❁......خلیفۃ المسیح کے پیغام سے اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھنے کا موقع ملا ہے اور اب یہ خواہش ہے کہ حضور بار بار ہالینڈ تشریف لائیں تاکہ لوگوں کے دل سے اسلام فوبیا (اسلام کا خوف) نکل جائے۔ ❁......پارلیمانی کمیٹی کے سوالات پر حضور کے جوابات کسی بھی مناسب سوچ رکھنے والے شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی تھے۔ ❁......دنیا میں امن کے لئے یہ ضروری ہے کہ خلیفۃ المسیح کا پارلیمنٹ میں دیا جانے والا پیغام تمام پالیسی میکرز تک پہنچایا جائے۔ ❁......میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ حقیقتاً امن کے پیامبر ہیں اور مَیں چاہتا ہوں کہ تمام مسلمان عالمی سطح پر امن قائم کرنے کی جستجو میں آپ کے شریک ہو جائیں۔ ❁......حضور کے وجود میں جاذبیت ہے۔ ❁......خلیفہ جب ہال میں تشریف لائے تو ماحول ہی بدل گیا۔ آپ کے وجود میں ایک خاص قسم کی کشش ہے۔ ❁......امن کے قیام کے لئے امام جماعت احمدیہ کی کاوشیں قابل تعریف ہیں۔

(ہالینڈ کے پارلیمنٹ ہاؤس میں منعقدہ تقریب میں حضور ایدہ اللہ کے خطاب کے بعد مہمانوں کے تأثرات)

فیملی ملاقاتیں۔ ہالینڈ کے نیشنل اخبار "DE STENTOR" کے جرنلسٹ کو حضور انور ایدہ اللہ کا انٹرویو۔

حالات حاضرہ اور امن عالم کے متعلق متفرق سوالات کے بصیرت افروز جوابات

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

6 اکتوبر 2015ء بروز منگل

(حصۂ دوم)

❁......دشمن اسلام Geert Wilders کی پارٹی کے ایک ممبر Arnoud Van Doorn حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملنے آئے۔ موصوف نے 2013ء میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت شہرت حاصل ہوئی تھی۔ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وہ حضور انور سے ملنا چاہتے ہیں اور تصویر لینا چاہتے ہیں تا مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائیں کہ تکفیر بازی سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ہمیں دوسروں کے ساتھ Dialogue میں رہنا چاہئے۔

موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری رہنمائی فرمائیں کہ مَیں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے کس طرح رہنمائی حاصل کروں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کریں اور اپنے ساتھیوں کو بھی بتائیں کہ قرآن کریم سے رہنمائی لیں۔ قرآن کریم کی 5 Volume Commentary پڑھیں۔ اس سے آپ کو بہت رہنمائی ملے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے نمونہ پر چلیں۔ قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جو سب سے بہتر ہے۔ اس کا مطالعہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، قرآن کے مطابق ہی ہیں۔

جب حضرت عائشہؓ سے یہ عرض کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کے بارہ میں بتائیں تو حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کریم کے عین مطابق تھے۔ كَانَ خُلُقُهُ الْقرآن۔ پس آپ کو قرآن کریم میں ہی ہر بات کی رہنمائی ملے گی۔

❁......ہالینڈ کے سابق وزیر دفاع Dr. W. F. Van Eekelen اپنی اہلیہ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آئے تھے۔ یہ ایک بزرگ سیاستدان بھی ہیں اور ان کا تعلق لبرل پارٹی سے ہے۔

موصوف نے سوال کیا کہ ہم مسلمان ممالک اور مسلمان گروپس کو دیکھتے ہیں وہ آپس میں تقسیم ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہر گروپ کا اپنا اپنا مفاد ہے، اس کے مطابق چل رہے ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کو چھوڑ دیا ہوا ہے۔ قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے، اسی وجہ سے آپس میں پھٹے ہوئے ہیں۔ جب تک مسلمان ممالک اور تنظیموں کی لیڈرشپ کو گائیڈ نہ کیا جائے، ان کی سوچوں کو صحیح نہ کیا جائے اچھا نتیجہ نہیں مل سکتا۔ یہ گروپس بڑی طاقتوں سے فنڈز حاصل کرتے ہیں اس لئے کنٹرول سے باہر ہیں۔ انہی سے پھر طالبان اور القاعدہ جیسی تنظیمیں بنی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمان لیڈروں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ضروری ہے۔ اسلامک آرگنائزیشن کو اس سلسلہ میں کام کرنا چاہئے۔

❁......ہالینڈ میں متعین سپینش ایمبیسی کے ایمبیسیڈر Mr. Fernando Gonzalez بھی آج کے پروگرام میں شریک تھے۔ موصوف حضور انور سے ملنے آئے۔ موصوف نے عرض کیا کہ مَیں بہت خوش قسمت ہوں کہ آج حضور کا خطاب سنا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کی ڈیموکریسی دوسرے ممالک کی نسبت بہت بہتر ہے۔ آپ اچھا کام کر رہے ہیں۔

اس پر سپینش ممبران پارلیمنٹ نے عرض کیا کہ اس سال دسمبر میں ملک میں انتخابات ہو رہے ہیں۔ ایسے لگ رہا ہے کہ کوئی پارٹی اکثریت حاصل نہیں کرسکے گی اور دوسری پارٹیوں سے مل کر حکومت بنانی پڑے گی۔

❁......البانیا سے Ilir Hoxholli صاحب مشیر اعلیٰ

ہوٹل Nieuws Poort میں مہمانان کرام کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے دو مناظر

میئر ترانہ اور Ilir Dizdari صاحب صدر نیشنل کلٹ کمیٹی البانیا اس تقریب میں شامل ہوئے۔ ان دونوں نے بھی حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی اور حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔ اور عرض کیا کہ ہم دونوں کا تعلق ایسے ملک سے ہے جہاں مذہبی آہنگی ہے۔ ہمارے آباء واجداد نے اس خُلق کو صدیوں سے قربانی کر کے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو اپنے بچوں تک پہنچائیں۔ مذہب ایک عمارت کی طرح ہے، ہر کوئی اس میں اینٹ ڈالتا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہی ہمارا مقصد ہے کہ ہم سب محبت کے ساتھ رہیں اور رواداری اور بھائی چارہ کا معاشرہ قائم کریں۔

ان ممبران نے کہا کہ مَیں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ البانیا میں ہر مذہب کے لئے برابر جگہ ہے۔ مَیں حضور انور کے لئے دل سے احترام کے جذبات کا اظہار کرتا ہوں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ کا شکریہ کہ آپ دونوں یہاں آئے۔ خدا کرے کہ جس طرح البانیا میں مذہبی آزادی قائم ہے، اسی طرح ہمیشہ قائم رہے تو ایک قوم بن کر آگے ترقی کر سکتے ہیں۔

....

حضور انور کے اعزاز میں ڈنر

مہمانوں سے ملاقاتوں کا یہ پروگرام چھ بج کر 40 منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُس ہال میں تشریف لے آئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا۔

آج ہالینڈ پارلیمنٹ میں منعقد ہونے والی تقریب میں 89 سرکردہ حکام شامل ہوئے جن میں ہالینڈ پارلیمنٹ کے ممبران پارلیمنٹ کے علاوہ سپین، آئرلینڈ، سویڈن، کروشیا، مانٹینیگرو، البانیا، فرانس، سوئٹزرلینڈ، بیلجیم، جرمنی، انڈیا، فلپائن، ڈنمارک اور سائپرس سے بعض ممالک کے ممبران پارلیمنٹ اور بعض ممالک کے ایمبیسیڈرز اور بعض دیگر سرکاری حکام اور نمائندے شامل ہوئے۔ یو ایس اے کی ایمبیسی سے ان کی پولیٹیکل آفیسر شامل ہوئیں۔

ان سبھی احباب نے ڈنر میں شرکت کی۔ ڈنر کے پروگرام کے بعد آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے روانہ ہو کر مسجد مبارک ہیگ تشریف لائے اور ساڑھے آٹھ بجے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

پروگرام کے مطابق نمازوں کی ادائیگی کے بعد نو بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مبارک ہیگ (Den Haag) سے نن سپیٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک گھنٹہ 25 منٹ کے سفر کے بعد نن سپیٹ میں تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پارلیمنٹ میں خطاب پر مہمانوں کے تأثرات

پارلیمنٹ کی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو خطاب فرمایا اور ممبران پارلیمنٹ کے سوالات کے جوابات دیئے اس کا ممبران پارلیمنٹ اور مہمانوں پر گہرا اثر ہوا اور بعض مہمانوں نے برملا اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔

❁...... Foreign Affairs Committee کے قائمقام چیئرمین Harry Van Bommel (جنہوں نے اس تقریب کی میزبانی کی) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہیں بہت سے دوسرے ممبران پارلیمنٹ نے کہا ہے کہ یہ پروگرام کس طرح سے منعقد کروالیا۔ یہ پروگرام اُن کی امید سے بہت زیادہ کامیاب رہا ہے اور اب اس کے دُور رَس نتائج نکلیں گے۔ خلیفۃ المسیح نے اپنا پیغام بہت مؤثر انداز میں دیا ہے۔ ہالینڈ کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ ان کو اسلام کا یہ امن پسند چہرہ بھی دکھایا جائے۔ ان کو اس پیغام کی ضرورت ہے۔ خلیفۃ المسیح کے ساتھ پارلیمنٹ کی یہ تقریب پہلا قدم تھا۔ اب ہم مزید ایسے پروگراموں کا انعقاد کریں گے۔

❁...... ہالینڈ کے سابق وزیر دفاع Dr. W. F. Van Eekelen نے اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: ”خلیفۃ المسیح کے پیغام سے اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھنے کا موقع ملا ہے اور اب یہ خواہش ہے کہ حضور انور بار بار ہالینڈ تشریف لائیں تا کہ لوگوں کے دل سے اسلام فوبیا (اسلام کا خوف) نکل جائے۔ پارلیمانی کمیٹی کے سوالات پر حضور انور کے جوابات کسی بھی مناسب سوچ رکھنے والے شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی تھے۔

❁...... وزارت دفاع کے دو انجینئرز Mr. Leo Hakkaart اور Martin Oostenbrink اس تقریب میں شامل ہوئے۔ ان دونوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک غیر معمولی پروگرام تھا اور ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم اس اہم پروگرام میں شریک ہوئے۔ خلیفۃ المسیح کا خطاب بہت پُر اثر تھا جس سے اُن کو اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے۔

❁...... Global Human Rights Defence کی دو ممبر خواتین Nazli Tuncay صاحبہ اور Radjnie Gowri صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں امن کے لئے یہ ضروری ہے کہ حضور انور کا پارلیمنٹ میں دیا جانے والا پیغام تمام پالیسی میکرز تک پہنچایا جائے۔

❁...... اس تقریب میں ہالینڈ میں متعین سپین کے ایمبیسڈر Mr Fernando Arias Gonzalez بھی شامل ہوئے۔ موصوف نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مَیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حکمت ودانائی سے بہت متاثر ہوا ہوں بالخصوص جس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فریڈم آف سپیچ، برداشت اور دوسرے مذاہب کے لئے عزت و احترام جیسے حسّاس سوالات کے جوابات دیئے وہ بہت پُر حکمت تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر کے دوران برداشت، مذہبی آزادی اور اخوت کے بارے میں جو باتیں بیان فرمائیں مَیں ان کی پُر زور حمایت کرتا ہوں۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور دنیا کے امن کے لئے ان اقدار کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

❁...... سپین کے ممبر آف پارلیمنٹ Jose Maria Alonso صاحب بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ موصوف نے کہا: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انسانیت کے لئے امن، آزادی اور خدا تعالیٰ جو تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے اُس سے محبت کا پُرکشش پیغام سن کر بہت خوشی ہوئی۔ ایک ایسی دنیا کے لئے جہاں جنگوں اور مذہب کے نام پر کئے جانے والے مظالم میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اس قسم کے امن کے پیغام پر ہم کو مشکور ہونا چاہئے۔ آج پہلے سے بڑھ کر اُن سب لوگوں کو جو امن چاہتے ہیں اور مذہب پر عمل کرتے ہیں انہیں متحد ہو جانا چاہئے۔ ہمیں ان باتوں پر توجہ دینی چاہئے جو ہمارے مابین یکساں ہیں بجائے اس کے کہ ہم اپنے درمیان پائے جانے والے تضادات پر زور دیں۔ میں آپ سب کو السلام علیکم کہوں گا۔

❁...... سپین کے ایک اور ممبر آف پارلیمنٹ Mr Juan Antonio Abad بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے امن کے بارے جماعت کا پیغام سننا اور بالخصوص حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سننا بہت اچھا تجربہ تھا۔ سب سے بڑھ کر حضور انور کے قریب جانا اور ان سے ملنا میرے لئے نہایت فخر کی بات ہے۔

موصوف نے کہا کہ آج کل دنیا کے جن مخدوش حالات میں ہم رہ رہے ہیں وہاں امن کا پیغام دینا بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ ہمیں اس طرح کی تقاریب میں مزید اضافہ کرنا چاہئے تا کہ ہم وہ راستہ تلاش کریں جس پر ہم دوسروں کی بھلائی کی خاطر متحد ہو جائیں۔ ہمیں جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر اس امن کے راستہ پر چلنا چاہئے جس کی آج دنیا کو تلاش ہے۔ اس تقریب میں شامل کرنے پر میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

❁...... اس تقریب میں Montenegro سے بھی تین احباب پر مشتمل وفد شامل ہوا تھا۔ ان میں ایک ممبر آف نیشنل پارلیمنٹ Mr. Dritan Abazovic تھے۔ موصوف نے کہا کہ: یہ تقریب جماعت کے لئے ایک بہت بڑی کامیابی ہے کہ اس کے عالمی سربراہ وخلیفہ نے اسلام کی حقیقی تعلیم نہایت اعلیٰ سطح پر پیش کی۔ ہالینڈ کے ممبران پارلیمنٹ کے سوالات نہایت جارحانہ تھے لیکن حضور انور کے جوابات نہایت مدلّل اور حقائق پر مبنی تھے۔ اور یہ حضور کی جرأت اور خود اعتمادی کی واضح دلیل ہے۔ موصوف نے کہا کہ آج کی پُر خطر دنیا میں ایسی تقریبات کی اشد ضرورت ہے۔

موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مانٹینیگرو تشریف لانے کی دعوت بھی دی۔

❁...... ہالینڈ میں ہونے والے پروگرام میں سوئٹزرلینڈ سے Bishop Dr Amen Howard بھی شامل ہوئے تھے۔ یہ Sanctuary Praise International Church Geneva کے Bishop ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اپنے نقطہ نظر سے میں یہ ایمان رکھتا ہوں کہ عمومی طور پر یہ کانفرنس کامیاب رہی کہ انتظامیہ نے بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا اور حضرت عزت مآب نے سوالات کے بڑے پختہ انداز میں جوابات دیے۔ اس سے آپ کی سخت سوالات کے جواب دینے کی قابلیت بھی ابھر کر سامنے آئی کہ آپ سیاستدانوں کے انگیخت کرنے والے سوالات کے بڑے متحمل انداز میں معیّن جواب دے رہے تھے۔ حضرت عزت مآب کا اپنے جوابات میں حسِ مزاح اور پرسکون انداز قابلِ ستائش ہے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ حقیقتاً امن کے پیامبر ہیں اور مَیں چاہتا ہوں کہ تمام مسلمان عالمی سطح پر امن قائم کرنے کی جستجو میں آپ کے شریک ہو جائیں۔

❁...... جرمنی کے شہر آخن سے Renate Muller Drehsen جو کہ پیشہ کے لحاظ سے آرٹسٹ ہیں اور پارٹ ٹائم ٹیچر کے طور پر بھی کام کرتی ہیں، بھی اس پروگرام میں شریک تھیں۔ اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا: یہ فنکشن امن ومحبت کا پیغام دے رہا تھا۔ میرا تأثر ہے کہ خلیفہ امن کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں۔ خلیفہ کے اس خطاب سے ایک بات جو معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ بڑی جاندار بات کرتے ہیں اور آپ کے نظریات بہت وسیع النظر ہیں۔

❁...... آخن شہر کی ممبر ڈیموکریٹک پارٹی Herr Lothar Lippert نے کہا کہ خلیفہ کا خطاب بہت ہی عمدہ تھا۔ انہوں نے ہماری سوچوں کو ایک نئی جہت عطا کی ہے۔

❁...... جرمنی سے Frau Alla Katanski جو کہ USAS SPD چیئرمین ہیں، بھی اس پروگرام میں شریک تھیں۔ انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 373

مکرم محمد امین الراقی صاحب (2)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرم محمد امین الراقی صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کے احوال کا پہلا حصہ پیش کیا تھا۔اس قسط میں اس سفر کا باقی حصہ پیش کیا جائے گا۔

دہشتگردی کی تہمت

مکرم امین صاحب بیان کرتے ہیں:

نومبر 2012ء میں میرا کورٹ مارشل شروع ہوا اور دسمبر میں مجھ پر الزام تھا کہ میں نے عسکری ضوابط کی خلاف ورزی کی ہے یعنی ایسی دینی جماعت کے ساتھ تعلق باندھا ہے جس پر اس ملک میں پابندی عائد ہے۔اس مقدمہ کا فیصلہ ہونے تک مجھے ایک جیل میں بند کر دیا گیا جہاں قیدیوں کی اکثریت اپنے خلاف ہونے والے مقدمات کے فیصلہ کی منتظر تھی۔میں اس بیرک نما جیل کے ایک کونے میں ایک پرانی سی کرسی پر بیٹھ کر حالات کا جائزہ لینے لگا۔ابھی کچھ دیر ہی بیتی تھی کہ ایک کارندہ نے آکر کہا کہ آپ کا کمرہ بدل دیا گیا ہے۔بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے کے جرم میں میرا اشمار ان مجرموں کی صف میں کیا گیا تھا جن کا تعلق دہشتگردی سے تھا اس لئے مجھے عام قیدیوں کی بیرک سے نکال کر کسی اور کمرے میں منتقل کر دیا گیا۔

اشکوں سے بوجھل نظر

دوسرے کمرے کی طرف جانے کے دوران ایک بیرک کے دروازے کے پاس کھڑا شخص میری توجہ کا مرکز بن گیا۔یہ مکرم توفیق صاحب تھے۔میں نے انہیں دیکھتے ہی بے ساختہ آواز دی جسے سن کر ان کی اٹھنے والی نظر جب لوٹی تو کئی آنسوؤں سے بوجھل تھی، ان کی یہ کیفیت دیکھ کر میری آنکھ کا عدسہ بھی اشکوں کی پھوہار سے دھندلا گیا۔اسی اثناء میں ہم قریب آگئے، سلاخوں کے پار سے ہم ایک دوسرے سے ملے تو توفیق صاحب نے مجھے اپنے ساتھ دوسری بیرک میں لے جانے والے کارندے سے کہا کہ اسے میرے کمرے میں ہی چھوڑ دو۔چونکہ توفیق صاحب کی شہرت قیدیوں اور انتظامیہ میں بہت ہی اچھی تھی اور سب انہیں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لئے کچھ دیر بعد ہی میں توفیق صاحب کے کمرہ میں تھا۔

ایک عالی ظرف انسان

یہاں آکر مجھے پتہ چلا کہ توفیق صاحب کو ان کی راستی ونیک نامی کی وجہ سے متفقہ طور پر بیرک کا نگران بنا لیا گیا تھا۔توفیق صاحب نے میرا بہت خیال رکھا، ہمدردی کی اور جیل کی وحشت دُور کرنے کی کوشش کی۔لیکن جب میرے کہنے پر انہوں نے اپنی والدہ کی وفات کے غم کا احوال اور اپنے ساتھ پیش آنے والے دیگر واقعات بیان کئے تو مجھے ان کے مقابلہ میں اپنی تکلیف بہت معمولی دکھائی دی۔

میں جب اس جیل میں منتقل ہوا تو اس وقت اس میں مجھ سے پہلے وہاں پر موجود کل 18 بستر اٹھارہ قیدیوں کو الاٹ ہو چکے تھے۔اس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے زمین پر سونا تھا، لیکن توفیق صاحب نے زبردستی مجھے اپنے بیڈ پر سلایا اور کمرے کے نگران ہونے کے باوجود خود زمین پر سوئے۔جیل کے سخت حالات میں مجھے توفیق صاحب کے اعلیٰ اخلاق، راستبازی اور ہمدردی جیسے اچھے خصائل سے آشنائی ہوئی، اور کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ کسی کی اعلیٰ ظرفی اور حسن خلق کا اصل پتہ مشکل حالات میں ہی چلتا ہے اور جیل میں کہا جاتا تھا کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ جیل میں قیام بھی کسی تفریحی مقام کی سیر سے کم نہیں ہوتا، یہ مقولہ مکرم توفیق صاحب پر بہت حد تک چسپاں ہوتا تھا۔

پاسِ عصمت وایمان

میں نے جیل کے نئے ماحول میں خود کو ڈھالنے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ یہاں کے قیدیوں میں ایک تعداد ایسے فوجیوں کی ہے جنہیں اپنے آفیسرز کے خلاف شدید قسم کے تحفظات اور تلخ تجربات تھے۔جیل میں قیام کے دوران بھی وہ اسی ٹوہ میں رہتے تھے کہ کہیں جیل میں موجود کسی آفیسر قیدی سے کوئی غلطی سرزد ہو تو اسے اچھال کر ثابت کریں کہ ان کے تحفظات ٹھیک ہیں اور سارے آفیسرز ایسے ہی ہوتے ہیں۔میں نے یہ حالت دیکھی تو بہت محتاط ہو گیا اور اس غلط اثر کو زائل کرنے کی کوشش کی۔اس کے لئے میں نے ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے واقعات سنے اور اکثر اوقات ان کی باتوں میں شریک ہونے لگا۔یہی نہیں بلکہ تفریح کے لئے مختص وقت میں ان کے ساتھ فٹبال بھی کھیلنے لگا مجھے بھی اس کا فائدہ ہوا اور ان کے خیالات بھی بدلنے لگے۔

روحانی اور مادی مائدہ کا انتظام

جیل کا کھانا کسی سزا سے کم نہ تھا۔اور باہر سے کھانا اندر پہنچانا جُوئے شیر لانے کے برابر تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے میری بڑی بہن اور توفیق صاحب کی بہن کو مسخّر کر دیا۔یہ دونوں غیر احمدی ہیں پھر بھی انہوں نے نہ جانے کن کن مشکلات سے گزر کر ہم سے ملاقات کا سلسلہ جاری رکھا اور ہمیں کھانے کے علاوہ ضرورت کی دیگر اشیاء بھی پہنچاتی رہیں۔انکے آجانے سے جیل میں جو سب سے بڑا احساس ہوتا تھا وہ یہ تھا کہ کوئی ہمارے بارہ میں پوچھنے والا ہے۔کیونکہ ایسی حالت میں اپنے پرائے سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ دونوں بہنیں جب ہمیں ملتیں تو ہمارے دکھ کے بارہ میں پوچھتیں، ہماری مشکلات اور دکھ کے احساس کو کم کرنے کی کوشش کرتیں جبکہ ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ ہم تک پہنچنے میں انہیں ایسی ایسی مشکلات سے گزرنا پڑتا تھا جن کو برداشت کرنا معمولی بات نہیں۔اس کے باوجود ہم سے ملتے ہوئے انہوں نے ہمارے دکھ کو ہی بانٹا اور اپنی تکلیف کا کبھی تذکرہ نہ کیا۔

مکرم توفیق صاحب کی اہلیہ انہیں فون پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا عربی ترجمہ اور جماعت کے بارہ میں عمومی خبریں ارسال کر دیتی تھیں جنہیں پڑھ کر ہمیں مزید تقویت ملتی۔یوں اللہ تعالیٰ نے مادی طعام کے بندوبست کے ساتھ جیل میں اس روحانی مائدہ کا بھی انتظام کر دیا تھا۔

فیصلہ، اپیل اور اس کا انجام

جیل میں چار ماہ گزارنے کے بعد میرے کیس کی شنوائی ہوئی اور یکطرفہ طور پر مجھے دو سال کی قید کی سزا سنادی گئی۔سزا میں میرے جرم کے بارہ میں یہ لکھا گیا تھا کہ میں نے ایک ایسی جماعت کے ساتھ تعلق جوڑا ہے جس کی سرگرمیوں پر اس ملک میں پابندی لگائی گئی ہے۔

ہم نے یہ پڑھ کر اپیل دائر کی اور اس میں لکھا کہ میرے ملک میں ایسا کوئی آرڈیننس جاری نہیں ہوا، نہ ہی کوئی قانون ایسا صادر ہوا ہے جس میں جماعت کا نام ان جماعتوں کی فہرست میں شامل ہے جن پر اس ملک میں پابندی ہے۔

میری بہن میری رہائی کے لئے بہت زیادہ کوشاں تھی۔اس نے وکیل رکھوایا اور جب وہ میرے پاس آیا اور میں نے اس سے بات کی تو پتہ چلا کہ وہ جماعت کے بارہ میں کچھ نہیں جانتا۔میں نے اسے جماعت کی عربی ویب سائٹ کا ایڈریس اور ایم ٹی اے کی فریکوئینسی دی اور اسے بتایا کہ ہمارے ملک میں کوئی ایسا قانون موجود نہیں ہے جس کی بناء پر ایسا فیصلہ صادر کیا جا سکے، اس لئے یہ فیصلہ اپنی کوئی قانونی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔نیز اسے بتایا کہ شاہ حسن ثانی نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو خود بلا کر عربوں کے دفاع کے لئے ان کی خدمات کی وجہ سے اپنے ملک کے ایک بڑے اعزاز سے نوازا اور حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جماعت احمدیہ کے عظیم سپوت تھے۔

بہرحال میری دی گئی معلومات کی بنا پر جب میرے وکیل نے بحث کی تو اس کا فیصلہ کرنے والی جیوری پر بہت گہرا اثر ہوا۔چنانچہ جب فیصلہ کے لئے ووٹنگ ہوئی تو سات ارکان میں سے تین میری رہائی کے حق میں اور تین سزا کے فیصلہ کے حق میں تھے جبکہ ایک نے ووٹ نہیں دیا۔ایسی صورت حال میں فیصلہ مؤخر کر دیا گیا۔میرے وکیل نے بتایا کہ ایسا شاید اس عدالت کی تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ کسی فیصلہ کے بارہ میں جیوری کی رائے برابر رہی ہے اور کسی قطعی موقف کی طرف بات نہیں بڑھ سکی۔فیصلہ کے لئے دوسری تاریخ مقرر کی گئی لیکن اس دوران بھی اس عدالت کی تاریخ کا شاید پہلا واقعہ یہ ہوا کہ اس جیوری کے صدر کو تبدیل کر دیا گیا اور جب اپنی مرضی کا صدر لایا گیا تو اس نے جنوری 2014ء میں عدالت کے سابقہ فیصلہ کو قائم رکھا اور ہماری درخواست مسترد کر دی۔

ایک اور ابتلاء

توفیق صاحب کی اواخر مارچ 2014ء میں رہائی ہوئی تو اس وقت میری اور یاسین صاحب کی قید کو ایک سال گزر چکا تھا۔اسی عرصہ میں توفیق صاحب کی رہائی کے بعد عسکری عدالت کے قوانین میں تبدیلی کی گئی، کئی ملازمین کو بدلا گیا۔انہی ایام میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا جس میں مندرجہ ذیل چار مختلف آیاتِ قرآنیہ کے ٹکڑے دُہراتے ہوئے دیکھا: لَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ۔ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَن يُؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔لَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ۔یعنی: میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں کوئی فرشتہ ہوں۔اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ جن لوگوں کو تمہاری آنکھیں حقیر اور ذلیل دیکھتی ہیں انہیں اللہ ہرگز کوئی خیر عطا نہیں کرے گا۔اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا انتخاب کہاں سے کرے۔اور اگر میں غیب جاننے والا ہوتا تو یقیناً میں بہت دولت اکٹھی کر سکتا تھا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔

آیات قرآنیہ کے یہ ٹکڑے اسی ترتیب سے میں نے خواب میں پانچ سے زائد مرتبہ دہرائے۔

اس خواب کے بعد میرے دل میں بہت قوی احساس پیدا ہوا کہ کوئی اور ابتلاء بھی آنے والا ہے۔اور ایسا ہی ہوا کیونکہ اس رؤیا کے ایک ہفتہ بعد ہی مجھے معلوم ہوا کہ ہماری اپیل کے نامنظور ہوتے ہی مجھے فوج کی نوکری سے فارغ کر دیا گیا تھا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مجھے اپنے شہر کے نسبتاً قریبی علاقے کی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔یہاں آکر پتہ چلا کہ جیسے سزا اب شروع ہوئی ہے۔مجھے قیدیوں سے بھرے ہوئے ایک کمرے میں ڈال دیا گیا۔اس کمرے میں 36 بیڈ لگے ہوئے تھے اور اس کمرہ میں اتنی ہی گنجائش تھی جبکہ اس میں بند کئے جانے والے قیدیوں کی تعداد 66 تھی۔اس کا مطلب تھا کہ 30 قیدی زمین پر سوتے تھے اور ایسی حالت میں اگر رات کو کسی نے واش روم جانا ہو تو نہ جانے کتنے انسانوں کے اوپر سے پھلانگ کر جانا پڑتا ہوگا۔

زندگی کے رنگ

اس جیل کا نگران ایک نوجوان تھا جسے میری نگرانی کرنے کی خاص ہدایت کی گئی تھی۔اس نے میری ڈیوٹی کچن کے کاموں پر لگا دی تا میں اس کی نظروں کے سامنے رہوں۔مجھے بھی یہ کام جیل میں رہنے کی نسبت زیادہ بہتر لگا کیونکہ یہاں پر کم از کم کھلی ہوا میں تو سانس لینے کا موقع ملتا تھا، اور کچن کے کاموں میں لگے رہنے سے وقت بھی گزر جاتا تھا۔ایک وقت تھا کہ میرے تحت 104 فوجی کام کرتے تھے جو ہمہ وقت میرے احکام کے منتظر رہتے تھے۔لیکن اب یہاں جیل میں میں سبزی اور پھلوں کی ٹوکریاں گاڑیوں سے اتارتا، بڑی مقدار میں سبزیاں چھیلنے اور کاٹنے کے علاوہ برتن وغیرہ دھونے کا کام بھی کرتا تھا۔خدا نے مجھے اس خاص صفت سے نوازا ہے کہ میں بہت جلد ماحول میں گھل مل کر اپنی زندگی گزارنے کی راہ نکال لیتا ہوں۔یہاں بھی میں نے بہت جلد روٹین کو اپنا لیا اور اس نظام کا حصہ بن کے کام کرنے لگا۔

چونکہ میں حساب کتاب کا اچھا تھا اس لئے کچھ روز کے بعد قیدیوں میں کھانے پینے کی اشیاء کی تقسیم کے حوالے سے جب ایک مشکل پیدا ہوئی تو یہ کام مجھے سونپ دیا گیا اور میں نے محض اس وجہ سے یہ ذمہ داری لے لی تا ہر قیدی تک اس کا حق پہنچانے میں مدد کر سکوں۔

رہائی

رمضان المبارک آیا تو اس میں مجھے بعض وجوہات کی بناء پر یہ احساس ہونے لگا کہ شاید میری سزا کی مدت پوری کرنے سے قبل رہائی ہو جائے گی۔چنانچہ عیدالفطر آئی تو حاکمِ وقت کی طرف سے بعض قیدیوں کی رہائی کا پروانہ جاری کیا گیا۔ان میں اس بار عسکری قیدیوں کو بھی شامل کر لیا گیا تھا اور اس فہرست میں میرا نام بھی شامل تھا۔چنانچہ جیل میں 20 ماہ گزارنے کے بعد اگست 2014ء میں مجھے رہا کر دیا گیا۔فالحمدللہ۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے امام الزمان کی بیعت کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔آمین۔

..........................**(باقی آئندہ)**

نماز کی حکمتیں

بیان فرمودہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ماخوذ از کتاب ’فقہ المسیح‘ مرتبہ: انتصار احمد نذر۔ (صدر شعبہ فقہ جامعہ احمدیہ ربوہ)

اوقاتِ نماز کی فلاسفی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

......’’پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں؟ وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیّر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔

(1) پہلے جب کہ تم مطّلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلّی اور خوشحالی میں خلل ڈالا۔ سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(2) دوسرا تغیّر اُس وقت تم پر آتا ہے جب کہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جب کہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلّی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اُس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اُس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(3) تیسرا تغیّر تم پر اُس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلّی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(4) چوتھا تغیّر اُس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً جب کہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مَین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

(5) پھر جب کہ تم ایک مدّت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے۔ مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے۔

اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظلّ ہیں‘‘۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 69،70)

باجماعت نماز کی حکمت

......’’نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔ وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلّہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں اور کُل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے‘‘۔

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281،282)

ارکان نماز پُرحکمت ہیں

......’’دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اُس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرتِ احدیّت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اسی کی ظِل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے۔ اور رُوح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک ہیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلّقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور اُس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گِر کر اپنے خیال بکلّی کھو دیتی ہے اور اپنے نقشِ وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے اور شریعت اسلامی نے اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھلائی ہے تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرّک ہو کیونکہ خداتعالیٰ نے انسان کے وجود کی ایسی بناوٹ پیدا کی ہے کہ روح کا اثر جسم پر اور جسم کا اثر روح پر ضرور ہوتا ہے۔ جب تمہاری روح غمگین ہو تو آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور جب روح میں خوشی پیدا ہو تو چہرہ پر بشاشت ظاہر ہو جاتی ہے یہاں تک کہ انسان بسا اوقات ہنسنے لگتا ہے۔ ایسا ہی جب جسم کو کوئی تکلیف اور درد پہنچے تو اس درد میں روح بھی شریک ہوتی ہے۔ اور جب جسم کسی ٹھنڈی ہوا سے خوش ہو تو روح بھی اس سے کچھ حصہ لیتی ہے۔

پس جسمانی عبادات کی غرض یہ ہے کہ روح اور جسم کے باہمی تعلقات کی وجہ سے روح میں حضرتِ احدیت کی طرف حرکت پیدا ہو اور وہ روحانی قیام اور سجود میں مشغول ہو جائے کیونکہ انسان ترقیات کے لئے مجاہدات کا محتاج ہے اور یہ بھی ایک قسم مجاہدہ کی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب دو چیزیں باہم پیوست ہوں تو جب ہم اُن میں سے ایک چیز کو اٹھائیں گے تو اُس اُٹھانے سے دوسری چیز کو بھی جو اس سے ملحق ہے کچھ حرکت پیدا ہوگی۔ لیکن صرف جسمانی قیام اور رکوع اور سجود میں کچھ فائدہ نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ یہ کوشش شامل نہ ہو کہ روح بھی اپنے طور سے قیام اور رکوع اور سجود سے کچھ حصہ لے اور یہ حصہ لینا معرفت پر موقوف ہے اور معرفت فضل پر موقوف‘‘۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 223،224)

شراب کے پانچ اوقات کی جگہ پانچ نمازیں

......’’یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ عرب کے ملک میں بھی عیسائی لوگ ہی شراب لے گئے اور ملک کو تباہ کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بت پرستی کے خیال کو بھی عیسیٰ پرستی کے خیال نے ہی قوت دی اور عیسائیوں کی ریس سے وہ لوگ بھی مخلوق پرستی پر زیادہ جم گئے۔ یاد رہے کہ عرب کے جنگلی لوگ شراب کو جانتے بھی نہیں تھے کہ کس بلا کا نام ہے مگر جب حضرات عیسائی وہاں پہنچے اور انہوں نے بعض نومریدوں کو بھی تحفہ دیا۔ تب تو یہ خراب عادت دیکھا دیکھی عام طور پر پھیل گئی اور نماز کے پانچ وقتوں کی طرح شراب کے پانچ وقت مقرر ہو گئے۔ یعنی ۱ جاشریہ ۲ صبح قبل طلوع آفتاب کی شراب ہے۔ ۳ صبوح جو بعد طلوع کے شراب پی جاتی ہے۔ ۴ غبوق جو ظہر اور عصر کی شراب کا نام ہے۔ قیل ۵ جو دوپہر کی شراب کا نام ہے۔ فحم جورات کی شراب کا نام ہے۔ اسلام نے ظہور فرما کر یہ تبدیلی کی۔ جو ان پانچ وقتوں کے شرابوں کی جگہ پانچ نمازیں مقرر کر دیں اور ہر یک بدی کی جگہ نیکی رکھ دی اور مخلوق پرستی کی جگہ خداتعالیٰ کا نام سکھا دیا‘‘۔

(نور القرآن۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 351،352 حاشیہ)

اذان

اذان خدا کی طرف بلانے کا عمدہ طریق ہے

......اذان ہو رہی تھی اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

’’کیسی عمدہ شہادت ہے۔ جب یہ ہوا میں گونجتی ہوئی دلوں تک پہنچتی ہے تو اس کا عجیب اثر پڑتا ہے۔ دوسرے مذاہب کے جس قدر عبادت کے لئے بلانے کے طریق ہیں وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ انسانی آواز کا مقابلہ دوسری مصنوعی آوازیں کب کر سکتی ہیں‘‘۔

(الحکم 10 نومبر 1902ء صفحہ 7،8)

اذان کے وقت خاموش رہنا لازمی نہیں

......ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ طاعون سُنا رہا تھا اذان ہونے لگی تو چُپ ہو گیا۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا

’’پڑھتے جاؤ۔ اذان کے وقت پڑھنا جائز ہے۔‘‘

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 296)

اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں دینا

...... ایک شخص نے عرض کیا کہ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں کیوں دیتے ہیں؟

فرمایا: ’’اس میں حکمت یہ ہے کہ کان میں انگلی دینے سے آواز کو قوت ہو جاتی ہے۔ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان بغیر کانوں میں انگلی دے دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت بلالؓ کی آواز میں آپ نے ضعف پایا تو فرمایا بلال کانوں میں انگلی دے کر اذان کہو سو بلال نے ایسا کیا تو آواز میں قوت پیدا ہو گئی اور ضعف جاتا رہا۔ پھر یہ فعل حسبِ فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنت ٹھہر گیا۔ پھر فرمایا کہ اکثر گویّوں اور کلامتوں کو دیکھا گیا ہوگا کہ وہ گانے کے وقت جو اونچی اور بلند آواز اُٹھاتے ہیں تو کان پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں تا کہ آواز کی کمزوری جاتی رہے اور قوت پیدا ہو جائے‘‘۔

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 70)

بچے کے کان میں اذان

...... حکیم محمد عمر صاحب نے فیروز پور سے دریافت کیا کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو مسلمان اس کے کان میں اذان کہتے ہیں۔ کیا یہ امر شریعت کے مطابق ہے یا صرف ایک رسم ہے؟ فرمایا:۔

’’یہ امر حدیث سے ثابت ہے اور نیز اس وقت کے الفاظ کان میں پڑے ہوئے انسان کے اخلاق اور حالات پر ایک اثر رکھتے ہیں لہٰذا یہ رسم اچھی ہے اور جائز ہے۔‘‘

(بدر 28 مارچ 1907ء صفحہ 4)

کیا اذان جماعت کے لئے ضروری ہے

سوال:۔ کیا اذان جماعت کے لئے ضروری ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

......’’ہاں اذان ہونی چاہئے لیکن اگر وہ لوگ جنہوں نے جماعت میں شامل ہونا ہے وہیں موجود ہوں تو اگر اذان نہ کہی جائے تو کچھ حرج نہیں۔ لوگوں نے اس کے متعلق مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے مگر میں ایک دفعہ حضرت صاحب کے ہمراہ گورداسپور کو جا رہا تھا راستہ میں نماز کا وقت آیا عرض کیا گیا کہ اذان کہی جائے؟

فرمایا کہ احباب تو جمع ہیں کیا ضرورت ہے۔ اس لئے اگر ایسی صورت ہو تو نہ دی جائے ورنہ اذان دینا ضروری ہے کیونکہ اس سے کسی دوسرے کو بھی تحریک نماز ہوتی ہے‘‘۔

(روزنامہ الفضل 19/جنوری 1922ء صفحہ 8)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

یقیناً ہر احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سچا ایمان رکھتا ہے اس بات پر قائم ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے صرف 125 سال پہلے ایک چھوٹے سے دور دراز علاقے سے اٹھی ہوئی آواز کو دنیا کے کونے کونے میں نہ صرف پھیلا دیا بلکہ مخلصین کی جماعتیں بھی قائم فرماتا چلا جا رہا ہے جو آپ سے اخلاص و وفا اور ایمان میں بڑھ رہی ہیں تو وہ خدا اپنے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ بات بھی پوری فرمائے گا کہ ابتلا دور ہو جائیں گے اور یہ سلسلہ سب پر غالب ہو گا۔

ہر ابتلا چاہے وہ احمدی پر احمدیت کی وجہ سے ذاتی ہو یا بعض جگہ پوری جماعت اس تکلیف میں سے یا ابتلا میں سے گزر رہی ہو تو ایسا ہر ابتلا پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور جلوے دکھاتا ہے۔

جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ خوابوں کے ذریعہ آپ کی سچائی کی طرف لوگوں کی رہنمائی فرماتا تھا آج بھی بیشمار لوگ ہیں جن کی اس طرح رہنمائی ہوئی اور ہو رہی ہے۔

گزشتہ سال میں خوابوں کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کی طرف رہنمائی کے بہت سارے واقعات میں سے بعض کا نہایت ایمان افروز تذکرہ

اللہ تعالیٰ یہ بتانے کے لئے کہ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں۔ مسیح اور مہدی ہیں۔ بلکہ آپ کے بعد جاری نظام خلافت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو جاری رکھنے والا ہے خلفاء کو بھی خواب میں دکھا کر رہنمائی فرما دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں جو وہ کر رہا ہے اور جماعت یہ نشانات دیکھ رہی ہے اور یقیناً یہ واقعات ہمارے ایمانوں کو مزید مضبوط کرتے ہیں۔

ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری قوت یقین بڑھ رہی ہے؟ کیا ہمارے دل روشن ہو رہے ہیں؟ کیا ہماری دین کی طرف رغبت ہے؟ کیا ہم اسلامی احکامات پر عمل کر رہے ہیں؟ ہم اپنی روحانی اور عملی حالتوں کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ان ملکوں میں آ کر صرف دنیا داری کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں وہ بہر حال ادا کرنے فرض ہیں۔ نمازیں جو ہیں بہر حال ادا کرنی ضروری ہیں اور سمجھ کر ادا کرنی ضروری ہیں۔ پس یہ نہ ہو کہ ہماری نسلیں بہت پیچھے چلی جائیں اور نئے آنے والے ان انعامات کے وارث بن کر جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اپنے مقام کو ہم سے بہت بلند کر لیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 16 ؍اکتوبر 2015ء بمطابق 16 اخاء 1394 ہجری شمسی بمقام بیت العافیت، فرینکفرٹ جرمنی

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ دنوں مَیں ہالینڈ میں تھا۔ وہاں ایک جرنلسٹ، جو ریجنل اخبار میں لکھنے والے ہیں اور نیشنل اخبار بھی ان سے آرٹیکل لیتے ہیں، مجھے کہنے لگے کہ کیا جماعت احمدیہ دنیا میں سب سے زیادہ بڑھنے والی جماعت ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ اگر ایک بین الاقوامی جماعت کی حیثیت سے دیکھیں تو یقیناً جماعت احمدیہ دنیا میں سب سے زیادہ ترقی کرنے والی جماعت ہے اور اب تو یہ بات ہمارے غیر بھی مانتے ہیں جن کی جماعت پر نظر ہے اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے اٹھنے والی آواز آج دنیا کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں گونج رہی ہے۔ اور پھر اس کی امتیازی شان اس وقت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے، زیادہ روشن ہو کر ابھرتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت جب ایک عام آدمی کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ جماعت احمدیہ دنیا میں جانی جائے گی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے وثوق سے اپنی تحریرات اور اپنے ارشادات میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ جماعت احمدیہ دنیا میں جانی جائے گی اور اس کا پھیلاؤ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا نشان ہو گا۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو پھیلا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس سلسلے کو دنیا میں پھیلائے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 176۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بلکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو ایسا پھیلا دے گا کہ یہ سب پر غالب ہوں گے اور فرمایا کہ آجکل کے موجودہ ابتلا سب دور ہو جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ ہر ایک کام بتدریج ہو۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 176 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے فرمایا کہ ’’کوئی درخت اتنی جلدی پھل نہیں لاتا جس قدر جلدی ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے اور عجیب۔ یہ خدا کا نشان اور اعجاز ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 176۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہم تو اس ایمان پر قائم ہیں اور یقیناً ہر احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سچا ایمان رکھتا ہے اس بات پر قائم ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے صرف 125 سال پہلے ایک چھوٹے سے دور دراز علاقے سے اٹھی ہوئی آواز کو دنیا کے کونے کونے میں نہ صرف پھیلا دیا بلکہ مخلصین کی جماعتیں بھی قائم فرماتا چلا جا رہا ہے جو آپ سے اخلاص و وفا اور ایمان میں بڑھ رہی ہیں تو وہ خدا اپنے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ بات بھی پوری فرمائے گا کہ ابتلا دور ہو جائیں گے اور یہ سلسلہ سب پر غالب ہو گا۔ آجکل ہم اس دور میں سے گزر رہے ہیں جب یہ سلسلہ دنیا میں پھیل رہا ہے اور یہ تدریجی ترقی دنیا کو اب نظر بھی آ رہی ہے تبھی تو اس جرنلسٹ نے مجھے پوچھا تھا کہ کیا یہ جماعت اب دنیا میں سب سے زیادہ پھیلنے والی جماعت ہے۔ اور کئی اور جگہ بھی غیر یہ سوال کرتے ہیں اور اعتراف بھی کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بڑی تیزی سے ترقی کرنے والی جماعت ہے۔ گو ابتلا بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں لیکن اگر دشمن کی نیت اور کوشش کو دیکھیں تو یہ ابتلا کچھ بھی نہیں اور پھر ہر ابتلا چاہے وہ احمدی پر احمدیت کی وجہ سے ذاتی ہو یا بعض جگہ پوری جماعت اس تکلیف میں سے یا ابتلا میں سے گزر رہی ہو تو ایسا ہر ابتلا پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور جلوے دکھاتا ہے۔ ہر احمدی جو پاکستان سے ان مغربی ممالک میں آیا ہے اگر اس کے اندر شکر گزاری کا احساس ہے تو اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ حالات کی وجہ سے اپنے ملک سے ہجرت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کس قدر فضل فرمائے اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک سے جو رپورٹس آتی ہیں جن میں بیعتوں کا ذکر اور بیعت کرنے والوں کے واقعات ہوتے ہیں انہیں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کہاں کہاں پہنچی ہوئی ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ تائیدات کے نظارے بھی کیسے کیسے دکھا رہا ہے۔ اگر یہ کسی انسان کا کام ہوتا، انسان کی بنائی ہوئی جماعت ہوتی تو جتنی مخالفت جماعت کے قیام سے اور ابتدا سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہوئی ہے اور اب تک ہو رہی ہے اور آپ کے ماننے والوں کے ساتھ بھی ہر دن یہی سلوک دنیا میں مختلف جگہ ہو رہا ہے، اس مخالفت کی وجہ سے یہ سلسلہ اب تک ختم ہو جانا چاہئے تھا اور اس کے جھوٹ کا پول کھل جانا چاہئے تھا۔ لیکن یہ ختم ہونے کا سوال نہیں ہے، یہاں تو اللہ تعالیٰ ترقیات دکھا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک مجلس میں فرمایا کہ

”مخالفوں نے ہر طرح مخالفت کی مگر خدا نے ترقی دی۔ یہ سچائی کی دلیل ہے کہ دنیا ٹوٹ کر زور لگا دے اور حق پھیل جاوے“ فرمایا کہ ”اب ہمارے مقابل کونسا دقیقہ مخالفت کا چھوڑا گیا مگر آخر ان کو ناکامی ہی ہوئی ہے۔ یہ خدا کا نشان ہے۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 186۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا مخالفین زور لگاتے رہے اور لگا رہے ہیں مگر آج بھی مخالفین کا باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے، بڑے بڑے علماء کی ہمارے خلاف ہر طرح کی تدبیریں کرنے کے بلکہ حکومتوں کی احمدیت کی مخالفت میں پُر زور کارروائیوں کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات ہی پوری ہو رہی ہے کہ مخالفین ناکام ہوئے اور یہ خدا کا نشان ہے۔

پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح نشان دکھاتا ہے، کس طرح پکڑ پکڑ کر لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں لاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں ایک دفعہ ذکر ہوا کہ لاہور سے ایک شخص کا خط آیا کہ اسے خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت بتایا گیا ہے کہ آپ سچے ہیں۔ وہ ایک فقیر کا مرید تھا جو داتا گنج بخش کے مقبرے کے پاس رہا کرتا تھا۔ اس شخص نے اس فقیر سے ذکر کیا تو اس فقیر نے کہا کہ مرزا صاحب کا اتنے عرصے سے ترقی ہونا ان کی سچائی کی دلیل ہے۔ پھر ایک اور مست فقیر وہاں تھا۔ درباروں میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ بھی وہاں آ گیا۔ اس نے کہا بابا ہمیں بھی پوچھ لینے دو۔ یعنی خدا تعالیٰ سے ہمیں بھی پوچھ لینے دو کہ سچائی کیا ہے؟ دوسرے دن اس نے بتلایا کہ خدا نے کہا کہ مرزا مولیٰ ہے۔ پہلے فقیر نے اس پر کہا کہ مولانا کہا ہو گا۔ وہ تیرا اور میرا ہم جیسے سب کا مولیٰ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ آجکل خواب اور رؤیا بہت ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگوں کو خوابوں کے ذریعہ اطلاع دے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس طرح پھرتے ہیں جیسے آسمان میں ٹڈی ہوتی ہے۔ وہ دلوں میں ڈالتے پھرتے ہیں کہ مان لو، مان لو۔

پھر ایک اور شخص کا حال بیان کیا جس نے حضور علیہ السلام کے ردّ میں کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تُو ردّ لکھتا ہے اور اصل میں مرزا صاحب سچے ہیں۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 188۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ خدا تعالیٰ کی رہنمائی ہے جو وہ سعید فطرت لوگوں کی کرتا ہے۔

آج جب تبلیغ کے وسائل اس وقت کی نسبت بہت زیادہ ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں تھے لیکن پھر بھی جو رہنمائی اللہ تعالیٰ لوگوں کی رؤیا اور خوابوں کے ذریعہ فرماتا ہے اس کا دلوں کو کھولنے میں بہت بڑا حصہ ہے۔ بیشک تبلیغ بھی اسی پر اثر کرتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ چاہے لیکن اللہ تعالیٰ براہ راست رہنمائی کے سامان بھی کرتا ہے اور آج بھی بیشمار لوگ ہیں جن کی اس طرح رہنمائی ہوئی اور ہو رہی ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو مانتے ہیں، آپ کی بیعت میں شامل ہوتے ہیں۔

اس وقت میں گزشتہ سال میں ہونے والے بعض ایسے واقعات کی مثالیں پیش کرتا ہوں۔ بہت سارے واقعات میں سے چند ایک لئے ہیں جن کی خوابوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں کی باتیں سن کر کہ قادیان سے ہزاروں میل دُور بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ بعض تو ایسے علاقوں میں ہیں جہاں کسی طرح کا نظامِ رُسل و رسائل اور مواصلات بھی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرما رہا ہے۔

ایک چھوٹا سا آئی لینڈ ہے ماریشس کے پاس مایوٹے (Mayote)۔ وہاں مبلغ دورے پر گئے تو کہتے ہیں کہ ایک غیر احمدی دوست نے خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ کچھ عرصے بعد انہیں ایم ٹی اے دیکھنے کا موقع ملا تو ایم ٹی اے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر فوراً کہنے لگے کہ یہی تو وہ بزرگ ہیں جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس طرح ان کو یقین ہو گیا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ چنانچہ جب ان کو اس کے اور احمدیت کے بارے میں بتایا گیا تو وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

اسی طرح گنی کناکری افریقہ کا ایک اور دور دراز بالکل دوسری طرف ملک ہے۔ یہاں شہر میں ایک یونیورسٹی کے طالبعلم سلیمان صاحب تھے۔ لمبے عرصہ سے زیر تبلیغ تھے لیکن بیعت نہیں کر رہے تھے۔ ایک دن وہ آئے اور کہا کہ اب میں مطمئن ہوں اور بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ کس طرح مطمئن ہوئے تو انہوں نے اپنی خواب بیان کی کہ میں ایک کشتی میں سوار ہوں اور ہماری کشتی کے قریب ایک دوسری کشتی ڈوب رہی ہے اور اس کے مسافر ہمیں مدد کے لئے پکار رہے ہیں۔ ہم ان کی مدد کرتے ہیں اور وہ ہماری کشتی میں سوار ہو جاتے ہیں۔ ہم جس میز کے گرد بیٹھے ہیں وہاں امام مہدی علیہ السلام بھی موجود ہیں۔ خواب میں یہ دیکھتے ہیں کہ ایک میز کے گرد بیٹھے ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام موجود ہیں اور پینے کے لئے دودھ کا پیالہ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے وہ پیالہ لیا اور خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا جس کا ذائقہ نہایت عمدہ تھا۔ اس کے بعد جب میری آنکھ کھلی تو مَیں سمجھ گیا کہ یہ زندگی بخش جام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے اور آپ کی بیعت کرنے کے نتیجہ میں ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی۔

اسی طرح ایک ملک آئیوری کوسٹ ہے۔ یہاں کے ایک رہائشی اللسان (Alassane) صاحب ہیں۔ انہوں نے ایک خواب بیان کی کہ میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے۔ میرا ایک ساتھی مجھے کہتا ہے کہ اس مجمع میں امام مہدی بھی ہیں۔ تجسّس کی وجہ سے مَیں امام مہدی سے ملنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ میرا ساتھی مجھے کہتا ہے کہ امام مہدی سے ملنے سے پہلے احمدیت قبول کر لو۔ چنانچہ میں خواب میں ہی بیعت کر لیتا ہوں۔ اس کے بعد جب میں مجمع کے قریب ہوتا ہوں تو واقعی اس میں امام مہدی علیہ السلام کو دیکھتا ہوں کہ آپ تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس خواب کے بعد اللسان تراورے صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

پھر ہندوستان، ساؤتھ انڈیا کا جو کیرالہ کا علاقہ ہے، اس میں ایک نومبائع دوست کو ایم ٹی اے اور خواب کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ یہ لکھنے والے وہاں کے صدر جماعت ہیں۔ پانچ ماہ قبل جب انہوں نے رپورٹ بھیجی تو لکھتے ہیں کہ موصوف اپنے گھر میں کیبل کے ذریعہ ٹی وی دیکھا کرتے تھے۔ اچانک ان کو ایم ٹی اے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کی دلچسپی بڑھتی گئی۔ یہ دوست عبدالحمید صاحب تھے جو احمدی ہوئے۔ یہ طریقت مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور ایک پیر صاحب کی بیعت کی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں ایم ٹی اے دیکھتے ہوئے ابھی ایک دو ماہ ہی ہوئے تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کر رہے ہیں۔ وہاں انہوں نے اپنے پیر صاحب کو بھی زیارت کرتے ہوئے دیکھا جو فوت ہو چکے ہیں۔ اس خواب کے بعد یہ کہتے ہیں کہ جماعت کا پتا کرتے ہوئے صدر جماعت کے پاس آئے۔ بیعت کے لئے اصرار کیا۔ انہوں نے مزید مطالعہ کا کہا۔ پھر امیر ضلع کے پاس گئے۔ انہوں نے بھی مزید مطالعہ کا کہا۔ پھر یہ قادیان بھی پہنچ گئے اور وہاں جا کے بیعت کر لی۔

اسی طرح تیونس جو نارتھ افریقہ کا ملک ہے، یہاں کے ایک دوست قادر صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جماعت سے متاثر تو تھا لیکن بیعت کی طرف میرا دل نہیں جاتا تھا۔ تسلی نہیں تھی کہ بیعت کروں۔ کیوں؟ اس لئے کہ امام مہدی کو نبی کے طور پر ماننے کے لئے تیار نہیں تھا اور یہی چیز بنیادی چیز ہے۔ اگر مسلمانوں کو خاص طور پہ یہ سمجھ آ جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ایک غیر شرعی نبی کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی آپ نے جو کچھ پایا ہے وہ پایا ہے اور آپ کے طفیل آپ سے محبت اور پیار کی وجہ سے نبی آ سکتا ہے اور آپ کے طفیل اللہ تعالیٰ فضل فرما سکتا ہے اور مسیح نے جو آنا تھا وہ نبی کے مقام کے ساتھ ہی آنا تھا۔ تو بہرحال یہ ماننے کو تیار نہیں تھے۔ پھر کہتے ہیں مَیں نے فیصلہ کیا کہ اسی صورت میں بیعت کروں گا کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے بتا دے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں۔ اس دوران کہتے ہیں میری گفتگو ایک احمدی دوست سے ہوئی تو اس نے مجھے ایک حدیث کا حوالہ دیا کہ جو امام

مہدی کو پہچاننے کے باوجود بیعت نہیں کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا۔تو کہتے ہیں کہ اس بات کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ میں نے رات کو استخارہ کیا اور خواب میں دیکھا کہ میں قرآن کریم پڑھ رہا ہوں اور ایک ایسے مقام پر رکا جہاں لکھا تھا۔اِنِّیْ اَنْصُرُکَ یَا اَحْمَد۔ کہتے ہیں کہ یہ خواب دیکھ کے مَیں نے فوراً بیعت کر لی۔

پھر ایک اور ملک مالی ہے۔ وہاں کے مبلغ کہتے ہیں کہ یہاں کے ایک چھوٹے سے قصبے کے رہنے والے ایک معمر شخص کولی بالی صاحب ہیں۔ بڑی عمر کے شخص تھے۔دسمبر 2014ء میں انہیں بیعت کی توفیق ملی۔وہ کہتے ہیں کہ 1964ء میں جب وہ آئیوری کوسٹ میں تھے انہوں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ دو سفید رنگ کے آدمی ان کے پاس آتے ہیں جنہوں نے کہا کہ امام مہدی آ چکے ہیں ان کی بیعت کرو۔اس خواب کے بعد وقت گزر گیا انہوں نے آرمی جوائن کر لی۔خواب بھی بھول گئی۔لیکن 2014ء میں ایک روز ریڈیو tune کر رہے تھے تو احمدیہ ریڈیو مل گیا۔ وہاں ہمارے ریڈیو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی چل رہے ہیں۔ جب اس کو سننا شروع کیا اور امام مہدی کی آمد کا سنا تو کہتے ہیں میری دل کی کیفیت بدل گئی اور خواب بھی یاد آ گئی۔وہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ وفات سے قبل ان کو امام مہدی کی بیعت میں آنے کی توفیق ملی جس کی اطلاع ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پچاس سال پہلے دے دی گئی تھی۔تو نیک فطرتوں کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اور ایک عرصہ لمبا عرصہ گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی۔

پھر ایک اور ملک سوازی لینڈ ہے۔ وہاں ایک احمدی نوجوان طاہر صاحب ہیں۔ انہوں نے کچھ عرصہ قبل بیعت کی ہے۔اس سال رمضان میں ستائیسویں کی رات خواب میں انہوں نے دیکھا کہ چاند اپنی پوری روشنی کے ساتھ چمک رہا ہے گویا کہ ایک دن کا سماں ہے۔خواب میں ہی آواز آئی کہ یہ وہ روشنی ہے جسے تم نے پالیا ہے۔اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ یہ آہستہ آہستہ پورے سوازی لینڈ میں پھیل جائے گی۔ خواب میں مجھے سمجھایا گیا کہ اس روشنی سے مراد احمدیت ہے جو آہستہ آہستہ پورے ملک میں پھیل جائے گی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔اس خواب کے بعد اس نو احمدی کو غیر معمولی طور پر ثبات قدم عطا ہوا ہے۔

پھر مالی کا ایک اور واقعہ ہے۔ ایک جماعت نا ندرے بوغو میں ایک بزرگ سعید صاحب ہیں۔ احمدیت کے بارے میں انہوں نے سنا تھا لیکن وہ احمدیت کے بارے میں اپنی تسلی کرنا چاہتے تھے۔اس کے لئے انہوں نے چالیس راتوں کا چلّہ کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اکیسویں رات انہوں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ساتھ مجھے بھی دیکھا کہ دونوں ان کے گھر میں آتے ہیں اور انہیں اپنے ساتھ آسمان پر لے جاتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں یہ خواب دیکھ کر ان کی تسلی ہو گئی ہے اور انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ افریقن لوگ یونہی احمدیت قبول کر لیتے ہیں لیکن چونکہ ان میں حق قبول کرنے کی جستجو ہے اس لئے سنتے ہیں اور پرکھتے ہیں۔ ڈھٹائی نہیں دکھاتے اور کیونکہ فطرت نیک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی بھی فرماتا ہے۔ دین کے لئے ان کے دل میں ایک درد تھا۔تبھی تو چالیس دن انہوں نے چلّہ کرنے کا سوچا۔

مالی کے ہی ایک اور صاحب ماما صاجُوبا (Mama Sajoba) ہیں۔انہوں نے جماعت احمدیہ کے بارے میں سنا لیکن انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آیا جماعت سچی ہے یا نہیں۔ اس پر انہوں نے استخارہ کیا۔استخارے کے تیسرے دن انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک کشتی میں سفر کر رہے ہیں۔ یہ کشتی عین پانی کے درمیان میں الٹ جاتی ہے اور تمام لوگ ڈوبنے لگتے ہیں۔ اتنے میں پانی سے ایک بچہ نکلتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تم بچنا چاہتے ہو تو احمدیت قبول کر لو۔اس پر انہوں نے خواب میں ہی احمدیت قبول کر لی جس سے وہ بچ جاتے ہیں جبکہ دیگر تمام افراد ڈوب جاتے ہیں۔ چنانچہ خواب کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔

پھر سیرالیون سے عبدل صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب تو احمدی تھے۔(بعض دین سے دور ہٹے ہوؤں کو، بگڑے ہوؤں کو بھی اللہ تعالیٰ والدین کی دعا کی وجہ سے یا اپنی اور نیکیوں کی وجہ سے بھی رہنمائی فرماتا ہے) کہتے ہیں میرے والد صاحب احمدی تھے لیکن میں بعض وجوہات کی بنا پر جماعت سے دُور ہوتا گیا اور تبلیغی جماعت میں شامل ہو کر تبلیغ کے لئے جانے لگ گیا۔تبلیغی جماعت والے افریقہ میں بھی پاکستان سے بھی جاتے ہیں، ہندوستان سے بھی جاتے ہیں تو کہتے ہیں بہرحال مبلغ نے اور میرے والد صاحب نے مجھے کافی سمجھایا مگر مجھے کوئی اثر نہیں ہوا۔ یہ خود لکھتے ہیں کہ کچھ عرصے کے بعد ایک دن مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی اور خوبصورت تصویر آسمان پر ہے جو مسیح الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ہے۔ اگلے ہی دن میں نے تبلیغی جماعت کو چھوڑا اور احمدیت اور حقیقی اسلام میں دوبارہ شامل ہو گیا اور الحمد للہ کہ سارے پروگراموں میں شریک ہوتا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ یہ بتانے کے لئے کہ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں۔ مسیح اور مہدی ہیں۔ بلکہ آپ کے بعد جاری نظام خلافت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو جاری رکھنے والا ہے خلفاء کو بھی خواب میں دکھا کر رہنمائی فرما دیتا ہے۔

چنانچہ نائیجیریا سے ایک معلم لکھتے ہیں کہ محمد نامی ایک شخص نے اپنا خواب بیان کیا کہ وہ بحری جہاز پر سوار تھا۔ جب بحری جہاز سمندر کے وسط میں پہنچا تو اچانک طوفان آ گیا اور جہاز ڈوبنے لگ گیا اور زندگی کے آثار ختم ہونے لگے۔اس وقت اچانک ایک انسان نے ہاتھ پھیلائے اور مجھے کنارے پر لے آیا۔ مجھے نہیں علم تھا کہ یہ خدا کا بندہ کون ہے۔ کچھ عرصے بعد اس محمد نامی شخص کا رابطہ ہمارے ایک داعی الی اللہ اور معلم سے ہوا۔ داعی الی اللہ نے اس شخص کو ایم ٹی اے دکھایا تو ایم ٹی اے پر جب اس نے میری شکل دیکھی تو یکدم کہنے لگا کہ یہی وہ خدا کا بندہ تھا جس نے مجھے بچایا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے سارے خاندان کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔

اسی طرح سوڈان سے (سوڈان کے لوگ مذہب کے معاملے میں بڑے کٹّر ہیں) وہاں کے احمد صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں ڈاکٹر امیر صاحب ہیں انہوں نے فون کر کے انہیں بتایا کہ وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں اور پھر اگلے روز جمعہ تھا وہ جمعہ پر آ گئے اور جمعہ ہمارے ساتھ ادا کیا۔ بیعت کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ ان کی اہلیہ نے اپنے میاں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ خواب میں دیکھا کہ حضور ان سے پوچھتے ہیں کہ ابھی تک آپ نے بیعت کیوں نہیں کی۔ اس پر انہوں نے ہاتھ بلند کئے اور کہا کہ میں بیعت کے لئے تیار ہوں۔ اسی طرح ان کی بیٹی نے بتایا کہ انہوں نے مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ دیکھا۔ کہتے ہیں اس سے امیر صاحب کو یقین ہو گیا کہ جماعت سچی ہے کیونکہ بیوی نے ایک خلیفہ کو دیکھا اور بیٹی نے دوسرے خلیفہ کو دیکھا تو یہ یقین ہو گیا کہ جماعت سچی ہے اور خلافت کا نظام سچا ہے۔ موصوف کا تعلق صوفی خاندان سے ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں کے ایک بزرگ مجذوب ابراہیم صاحب ہیں جن کی رؤیا وکشوف پورے ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے ان مجذوب کو فون کر کے جماعت کے بارے میں پوچھا کہ امام مہدی ظاہر ہو گئے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ ظاہر ہو کر فوت بھی ہو گئے ہیں۔ آپ کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کہ اس وقت امام مہدی کے پانچویں خلیفہ ہیں۔ کیا مجھے ان کی بیعت کرنی چاہئے تو مجذوب صاحب نے کہا کہ بیعت کر لیں۔ اس کے بعد جس طرح وہ واقعہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہوا جو داتا گنج بخش کے پاس فقیر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجذوب ہیں اور وہ رہنمائی لے کے ایک شخص کو بتا رہے ہیں اسی طرح ان کو بھی 120 سال کے بعد رہنمائی اس ایک اور مجذوب سے ہو رہی ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد انہوں نے فون اپنی اہلیہ کو دیا اور انہوں نے مجذوب سے پوچھا کہ بیعت بہتر ہے یا راہ طریقت سے چمٹے رہنا۔ مجذوب نے کہا کہ جب انسان بیعت کر لیتا ہے تو خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔

اسی طرح بینن کا ایک واقعہ ہے۔ وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ کوتونو شہر میں ایک سال قبل بیلو (Bello) نامی ایک نائیجیرین دوست کاروبار کے سلسلہ میں آئے۔ نماز پڑھنے کے لئے گھر سے نکلے تو محلے میں دو مساجد دیکھ کر اس سوچ میں پڑ گئے کہ کس مسجد میں جاؤں۔ چنانچہ یہاں اب اللہ تعالیٰ خواب کے ذریعہ سے مسجد دکھا کر ایک اور رہنمائی فرما رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں کی مسجد میں گئے اور دوسرے جمعہ پر پھر وہ احمدیوں کی مسجد میں آ گئے۔ کہتے ہیں پھر میں نے دونوں مسجدوں کے متعلق معلومات اکٹھی کرنی شروع کیں تو لوگوں نے احمدیوں کے متعلق برا بھلا کہا۔لوگوں کی باتوں سے مَیں سوچ میں پڑ گیا کہ صفائی اور سلیقے کے لحاظ سے تو احمدیوں کی مسجد منظّم ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ احمدی اسلام کے خلاف ہیں۔ ان کا نبی اور ہے۔ لیکن مجھے سکون ان کی مسجد سے ہی ملا ہے۔ چنانچہ میں دعا میں لگ گیا کہ اے خدا! تو ہی میری مدد اور رہنمائی کر۔ میں یہاں اس علاقے میں نیا ہوں۔ احمدیوں کی مسجد میں جاتا ہوں تو سکون ملتا ہے مگر لوگ کہتے ہیں کہ احمدی برے ہیں، کافر ہیں۔ دوسری مسجد میں دل نہیں لگتا۔ اس صورتحال میں گھر میں ہی نماز پڑھتا رہا۔ نہ اِدھر جانا شروع کیا نہ اُدھر گیا۔ دونوں طرف ہی جانا چھوڑ دیا تو کہتے ہیں تین چار دن بعد مجھے خواب میں میرے گھر کے دو صابن دکھائے گئے۔ دو صابن پڑے تھے ایک نیلے رنگ کا صابن جو کہ جرمن صابن تھا جبکہ دوسرا لوکل صابن تھا۔ کہتے ہیں مجھے نیم بیداری میں تعبیر سمجھائی گئی کہ نیلے رنگ سے مراد نیلے رنگ کی صفیں ہیں۔ بیدار ہو کر میں نے سوچا کہ جمعہ والے دن احمدیوں کی مسجد میں تو سرخ رنگ کا قالین تھا اور سبز صفیں تھیں۔ لیکن خواب دیکھنے کے بعد دوبارہ میں نے دونوں مساجد کا جائزہ لیا تو احمدیہ مسجد میں مجھے نیلے رنگ کی صفیں ملیں۔ پھر میں نے احمدیہ مسجد میں ہی نمازیں پڑھنی شروع کر دیں اور مزید دعاؤں میں لگا رہا۔ کہتے ہیں ایک دن خواب میں دیکھا کہ امام نے مجھے ایک کتاب دی ہے اور اس میں بہت ہی خوبصورت ایک تصویر ہے۔ چنانچہ اگلے جمعہ نماز کے بعد احمدیہ مسجد کے امام سے ملا اور کہا کہ میں اسلام احمدیت کے بارے میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ میری اتنی سی بات سن کر کہتے ہیں کہ میں آپ کو ایک دو دن میں کتاب بھجوا دیتا ہوں۔ چنانچہ مجھے جو کتاب بھجوائی گئی بجائے اس کے کہ کوئی مسائل کی کتاب ہوتی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بارے میں کوئی کتاب ہوتی، کوئی حدیثوں سے حوالے دیئے جاتے، انہوں نے جو کتاب بھجوائی وہ World Crisis and the Pathway to Peace تھی۔ کہتے ہیں اسے مَیں نے کھولا تو پہلے صفحے پر وہی تصویر تھی جو مَیں نے خواب میں دیکھی تھی۔ کہتے ہیں اس سے میرا

ایمان اور بڑھ گیا۔ پھر مجھے ایک مرتبہ قرآن کریم دکھایا گیا۔ جو قرآن میرے پاس گھر میں تھا وہ نہ تھا بلکہ ایک اور قرآن تھا۔ چند دن کے بعد وہ فرنچ ترجمہ قرآن میں نے مسجد میں دیکھا جو خواب میں دکھایا گیا تھا۔ (جماعت کا چھپا ہوا فرنچ ترجمہ وہ مسجد میں دیکھا۔) اس طرح اللہ تعالیٰ میری رہنمائی کرتا گیا گویا کہ وہ خود میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے چلا رہا ہے۔ پھر موصوف کہتے ہیں کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے مجھے نیم خوابی کی حالت میں بتایا کہ دس احکام ہیں انہیں پڑھو اور پھر خواب میں ہی مجھے وہ دس احکام پڑھ کر سنائے گئے۔ مجھے ان کے الفاظ تو یاد نہ تھے مگر ہر ایک مضمون میرے دل میں راسخ ہوتا جا رہا تھا گڑتا جا رہا تھا۔ کہتے ہیں عین تین چار دن کے بعد میں مسجد کے مربی صاحب سے باتیں کرنے لگا اور ابھی طرف اس طرف نہیں آیا تھا کہ کیسے بیعت کرنی ہے کہ مربی صاحب نے ایک ورق دیا کہ اسلام پر عمل کرنے کے لئے یہ دس شرائط ہیں ان کو پڑھو اور سمجھو۔ (یعنی جماعت احمدیہ کی اگر حقیقت معلوم کرنی ہے تو) جب میں نے دس شرائط بیعت پڑھیں تو بہت رویا کہ میرے خدا نے کس طرح مجھے ہدایت دی ہے۔ چنانچہ میں نے بیعت کر لی اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کہتے ہیں اب بیعت کے بعد تو ہر روز مجھے ایک نیا لطف آ رہا ہے اور مزہ آ رہا ہے۔

پھر مصر کے ایک صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں مَیں نے 2004ء میں خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایک جگہ آرام کر رہے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بیٹھا ہوں اور وہ مجھے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ تمہیں اس معاملے میں تحقیق کرنی چاہئے۔ مجھے اس وقت سمجھ نہیں آئی اور کہتے ہیں مَیں نے اس سے پہلے کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ خواب کے چار سال بعد میں نے ایم ٹی اے دیکھا اور تحقیق کرنے لگا اور اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی۔ کہتے ہیں نومبر 2014ء میں مَیں نے بیعت کرنے سے پہلے خواب دیکھا کہ میں ایک مسجد میں داخل ہوا ہوں جو نمازیوں سے بھری ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلوہ نشین ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ مَیں حضور کے قریب ہوتا ہوں اور ان کی جگہ پھر حضرت خلیفہ اول ہوتے ہیں۔ ایک آواز کہتی ہے کہ یہ ابوبکر صدیق ہیں۔ میں اور قریب ہوتا ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی جگہ خلیفۃ المسیح الخامس ہوتے ہیں۔ آپ مجھے دیکھتے ہی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور میں بھی دعا میں شامل ہو جاتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس خواب کی تعبیر یوں کی کہ دعاؤں کی قبولیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی اتباع کی برکت سے ہوتی ہے۔

پس یہ حق کو سمجھنے والے خوش قسمت لوگ ہیں۔ ان کے دل کی کیفیت دیکھ کر خدا تعالیٰ ان کی رہنمائی فرماتا رہا یا فرماتا ہے اور جیسا کہ بعض لوگوں کی خوابوں سے ظاہر ہے ایسے بھی لوگ ہیں کہ ان کی ایسی واضح رہنمائی فرماتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور وہ جو اپنے آپ کو دین کا عالم سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس رہنمائی سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نومبائعین کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ علیہ السلام نے ان نومبائعین سے اظہار محبت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ جو بڑے بڑے مولوی تھے ان کے لئے خدا تعالیٰ نے دروازے بند کر دیئے اور آپ کے لئے کھول دیئے۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 191۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

خدا تعالیٰ کا یہ آپ لوگوں پر بھی بڑا احسان ہے جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور جو جماعت احمدیہ کے ممبران ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس جیسا کہ میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد رکھنا چاہئے اور اس کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ ہوسکتا ہے آپ میں سے بھی بعض ایسے ہوں جن کے آباؤ اجداد، ان کے بزرگ دادا پڑدادا اس مجلس میں شامل ہوں یا اس مجلس کے شاملین میں سے ہوں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ الفاظ ادا فرمائے تھے اور پھر آپ لوگوں کو ان بزرگوں کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد رکھا اور اپنی نسلوں میں احمدیت کو جاری رکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت میں شامل ہونے والوں کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

''ہماری جماعت کو ہی دیکھ لو۔ یہ سب کی سب ہمارے مخالفوں سے ہی نکل کر بنی ہے اور ہر روز جو بیعت کرتے ہیں یہ انہی میں سے آتے ہیں۔ ان میں صلاحیت اور سعادت نہ ہوتی تو یہ کس طرح نکل کر آتے''۔ آپ نے فرمایا کہ ''بہت سے خطوط اس قسم کی بیعت کرنے والوں کے آتے ہیں کہ پہلے میں گالیاں دیا کرتا تھا مگر اب میں توبہ کرتا ہوں مجھے معاف کیا جاوے''۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 126-125۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے یہی مخالفت کے رویّے تھے لیکن اب وہ اخلاص میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ بیعت کی اور بیعت کے بعد اخلاص ووفا میں بڑھے۔

چنانچہ مالی کے ایک مبلغ صاحب نے لکھا کہ ہمارے ایک ممبر جماعت سلیمان صاحب ہیں۔ بیعت کے بعد ان کی اہلیہ ان کے بھائی دیام تپیلے (Diam Tapily) کے پاس چلی گئیں اور عرض کیا کہ تمہارا بھائی اب مسلمان نہیں رہا۔ یہ مسلمان خاندان تھا۔ بیوی اپنے خاوند کے بھائی کے پاس گئی اور خاوند کے بھائی کو کہا کہ تمہارا بھائی احمدی ہو گیا ہے۔ اب مسلمان نہیں رہا۔ وہ احمدی ہو گیا ہے تم جا کر اس کو سمجھاؤ۔ اس پر ان کے بھائی کو بہت غصہ آیا۔ وہ سلیمان صاحب کے پاس آئے اور احمدیت چھوڑنے کو کہا اور کہا کہ اگر وہ احمدیت نہیں چھوڑیں گے تو پھر اس کا بھائی اور ان کا کوئی تعلق نہیں ہو گا حتی کہ تمہارا جنازہ بھی میں نہیں پڑھوں گا، احمدی ہی پڑھیں گے۔ لیکن سلیمان صاحب نے بھائی کی کوئی پرواہ نہیں کی اور ثابت قدم رہے۔ ان کے مخالف بھائی نے بھی کچھ عرصہ بعد ریڈیو احمدیہ اس غرض سے سننا شروع کیا کہ احمدیت سے اپنے بھائی کو بچائیں گے۔ سنیں گے اور اس پر اعتراض کریں گے اور بچائیں گے۔ مگر کچھ عرصے بعد خود ان کے مخالف بھائی کے دل کی حالت بدل گئی اور بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے۔

اسی طرح ہندوستان سے ہمارے مربی اجمل صاحب لکھتے ہیں کہ اس سال 17؍جون کو (جب انہوں نے یہ تحریر لکھی) صوبہ بنگال کے ضلع مرشد آباد کے ایک گاؤں میں ایک تبلیغی میٹنگ رکھی گئی۔ اس میٹنگ میں گاؤں کی غیر احمدی مسجد کی کمیٹی کے نگران اور مسجد کے مؤذن اور بعض دیگر پڑھے لکھے غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ میٹنگ کے بعد مسجد کی کمیٹی کے نگران کہنے لگے کہ میرا بھتیجا احمدی ہے اور میں ہمیشہ احمدیوں سے نفرت کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ احمدی بے دین لوگ ہیں لیکن اب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ احمدی ہی حقیقی مسلمان ہیں اور باقی سب اسلام سے کوسوں دور ہیں۔ بعد میں پھر اس گاؤں میں بارہ بیعتیں بھی ہوئیں۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں جو وہ کر رہا ہے اور جماعت یہ نشانات دیکھ رہی ہے اور یقیناً یہ واقعات ہمارے ایمانوں کو مزید مضبوط کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''یہ خدا ہی کے سلسلے میں برکت ہے کہ وہ دشمنوں کے درمیان پرورش پاتا اور بڑھتا ہے''۔ فرمایا کہ ''انہوں نے بڑے بڑے منصوبے کئے۔ خون تک کے مقدمے بنوائے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو باتیں ہوتی ہیں وہ ضائع نہیں ہوسکتیں۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر انسانی ہاتھوں یا انسانی منصوبوں کا نتیجہ ہوتا تو انسانی تدابیر اور انسانی مقابلے اب تک اس کو نیست و نابود کر چکے ہوتے۔ انسانی منصوبوں کے سامنے اس کا بڑھنا اور ترقی کرنا ہی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ پس جس قدر تم اپنی قوتِ یقین کو بڑھاؤ گے اسی قدر دل روشن ہوگا''۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ 257۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) جس قدر تم یعنی احمدی اپنی قوت یقین کو بڑھاؤ گے اسی قدر تمہارے دل روشن ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ یقیناً خدائی الفاظ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات لئے ہوئے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ دشمن کے درمیان یہ سلسلہ پرورش پا رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں فرمایا کہ دلوں کو روشن کرنے کے لئے قوت یقین کو بڑھانے کی ضرورت ہے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری قوت یقین بڑھ رہی ہے؟ کیا ہمارے دل روشن ہو رہے ہیں؟ کیا ہماری دین کی طرف رغبت ہے؟ کیا ہم اسلامی احکامات پر عمل کر رہے ہیں؟ ہم اپنی روحانی اور عملی حالتوں کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں؟

بہت سے واقعات لوگ جو نئے احمدی ہو رہے ہیں لکھتے ہیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد ہماری روحانی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ ہماری نمازوں کی کیا کیفیت ہو گئی ہے۔ ہماری عملی حالتوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ بعض عورتیں اپنے خاوندوں کے بارے میں لکھتی ہیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کے رویّے یکسر بدل گئے ہیں۔ پہلے جہاں گھروں میں فساد فتنہ، لڑائیاں جھگڑے ہوتے تھے، گھروں میں سکون اور امن پیدا ہو گیا ہے۔ دیکھیں کس طرح اور کس فکر کے ساتھ نئے شامل ہونے والے اپنے دین اور دینی حالت کے بارے میں سوچتے ہیں، فکرمند ہیں، تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں۔ یہی حالت ہم سب میں، ہر ایک میں پیدا ہونی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ ہمیں اپنی دینی حالتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی نا اُمید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بیشک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو''۔ (اپنی جو دعائیں ہیں، جو ضروریات ہیں وہ اپنی زبان میں مانگو۔ سجدوں میں مانگو) ''اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی''۔ فرمایا کہ ''آجکل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے۔ نمازیں کیا پڑھتے ہیں، ٹکریں

مارتے ہیں۔ نماز تو بہت جلد جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لیے بیٹھے رہتے ہیں‘‘۔ (غیر احمدیوں میں یہی حال ہے لیکن ہمارے ہاں بعد میں دعا بھی نہیں ہوتی اور نمازیں بھی بعض لوگ میں نے دیکھا ہے بڑی تیزی سے پڑھ رہے ہوتے ہیں) فرمایا کہ ’’نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا عرض حال کرنے کا موقع بھی ہو لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے (جب بادشاہ کے دربار میں گئے وہاں تو کچھ نہ کہا) لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے اسے کیا فائدہ۔ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔ تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کر لیا کرو اور پورے آداب الدّعا کو ملحوظ رکھو‘‘۔

فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے شروع ہی میں دعا سکھائی ہے اور اس کے ساتھ ہی دعا کے آداب بھی بتا دیئے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے اور یہ دعا ہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعا نماز ہی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے یوں سکھایا ہے۔ (أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ‘‘۔ فرمایا کہ ’’یعنی دعا سے پہلے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جاوے‘‘ (اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) ’’جس سے اللہ تعالیٰ کے لیے روح میں ایک جوش اور محبت پیدا ہو۔ اس لیے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ سب کو پیدا کرنے والا اور پالنے والا۔ اَلرَّحْمٰن۔ جو بلا عمل اور بن مانگے دینے والا ہے۔ اَلرَّحِيْم۔ پھر عمل پر بھی بدلہ دیتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیتا ہے‘‘۔ فرمایا ’’مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ ہر بدلہ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ نیکی بدی سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے‘‘۔ فرمایا ’’پورا اور کامل موحّد تب ہی ہوتا ہے (انسان خدا تعالیٰ کی خدائے واحد کی پرستش کرنے والا تبھی ہوتا ہے) جب اللہ تعالیٰ کو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تسلیم کرتا ہے۔ دیکھو! حُکّام کے سامنے جا کر ان کو سب کچھ تسلیم کر لینا یہ گناہ ہے (تم دنیاوی حُکّام کے سامنے جاتے ہو، افسروں کے سامنے جاتے ہو تو ان کو سب کچھ سمجھ لینا یہ گناہ ہے) اور اس سے شرک لازم آتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو حاکم بنایا ہے۔ (لیکن اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حاکم بنایا ہے ان سے کس طرح پیش آنا چاہئے) ان کی اطاعت ضروری ہے (جہاں تک حاکم کا سوال ہے ان کی اطاعت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حاکم بنایا ہے) مگر ان کو خدا ہرگز نہ بناؤ‘‘۔ (یہ نہ سمجھو کہ صرف وہی تمہارے کام کریں گے۔ بعض اپنے افسروں کے سامنے بھی اس طرح مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں خوشامد کر رہے ہوتے ہیں کہ جس طرح نعوذ باللہ وہ خدا ہوں) فرمایا کہ ’’انسان کا حق انسان کو اور خدا تعالیٰ کا حق خدا تعالیٰ کو دو۔ پھر یہ کہو۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہم کو سیدھی راہ دکھا۔ یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیے اور وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کا گروہ ہے۔ اس دعا میں ان تمام گروہوں کے فضل اور انعام کو مانگا گیا ہے‘‘۔ پھر فرمایا کہ ’’ان لوگوں کی راہ سے بچا جن پر تیرا غضب ہوُا اور جو گمراہ ہوئے۔ غرض یہ مختصر طور پر سورۃ فاتحہ کا ترجمہ ہے۔ اسی طرح پر سمجھ سمجھ کر ساری نماز کا ترجمہ پڑھ لو اور پھر اسی مطلب کو سمجھ کر نماز پڑھو‘‘۔ (یہ نماز پڑھنے کے آداب ہیں جنہیں سمجھنا چاہئے لیکن بعض لوگ جو تیزی میں پڑھتے ہیں وہ کیا سمجھتے ہوں گے) فرمایا کہ ’’طرح طرح کے حرف رٹ لینے سے کچھ فائدہ نہیں۔ یہ یقیناً سمجھو کہ آدمی میں سچی توحید آ ہی نہیں سکتی جبتک وہ نماز کو طوطے کی طرح پڑھتا ہے۔ روح پر وہ اثر نہیں پڑتا اور ٹھوکر نہیں لگتی جو اس کو کمال کے درجہ تک پہنچاتی ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’عقیدہ بھی یہی رکھو کہ خدا تعالیٰ کا کوئی ثانی اور نِدّ نہیں ہے اور اپنے عمل سے بھی یہی ثابت کر کے دکھاؤ‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 257 تا 259۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ (عقیدہ بھی یہ ہو۔ عمل بھی یہ ہو۔ قول و فعل ایک ہوں تب ہی انسان ایک صحیح مومن بن سکتا ہے۔)

پس ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا اس تعلیم کے مطابق ہمارے عمل اور سوچیں ہیں۔ اگر نہیں تو فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں بعد میں آنے والی قومیں ترقی کر کے ہم سے بہت آگے نہ نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کو پا کر اتنی دُور نہ چلی جائیں کہ ہمیں جب احساس ہو کہ ہم پیچھے رہ گئے ہیں، ہماری نسلیں پیچھے رہ رہی ہیں تو پھر دہائیاں ان فاصلوں کو پورا کرنے میں لگ جائیں۔ نسلوں کو اگلی نسلوں کو سنوارنے میں وقت لگ جائے۔ یہ دیکھیں کہ کہیں اس دنیا میں ڈوب کر ہماری نسلیں بہت پیچھے نہ چلی جائیں۔ ان ملکوں میں آ کر صرف دنیاداری کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں وہ بہرحال ادا کرنے فرض ہیں۔ نمازیں جو ہیں بہرحال ادا کرنی ضروری ہیں اور سمجھ کر ادا کرنی ضروری ہیں۔ پس یہ نہ ہو کہ ہماری نسلیں بہت پیچھے چلی جائیں اور نئے آنے والے ان انعامات کے وارث بن کر جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اپنے مقام کو ہم سے بہت بلند کر لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر بہت غور کرنے کی ضرورت ہے، اس پر بہت کوشش کریں اور اس کو سمجھیں اور یہ سمجھنا اور اس پر کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے اور ان الفاظ پر بھی غور کریں کہ اپنی قوت یقین کو بڑھائیں اور دلوں کو روشن کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے پھر ان انعاموں کو حاصل کرنے والے بنیں۔ یہ نہ ہو کہ پیچھے رہنے سے ان انعاموں سے محروم ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو تعلق قائم ہوا ہے یہ کوشش کریں وہ کبھی نہ ٹوٹے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے مقصد کو سمجھنے والے ہوں اور جماعت کا ایک فعّال اور مضبوط حصہ بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ہمیشہ وارث بنتے چلے جائیں۔

بقیہ: **خلافتِ حقّہ** ...... از صفحہ 11

چاہئے کہ نماز کی جس قدر جسمانی صورتیں ہیں ان سب کے ساتھ دل بھی ویسے ہی تابع ہو۔ اگر جسمانی طور پر کھڑے ہو تو دل بھی خدا کی اطاعت کے لیے ویسے ہی کھڑا ہو۔ اگر جھکو تو دل بھی ویسے ہی جھکے۔ اگر سجدہ کرو تو دل بھی ویسے ہی سجدہ کرے۔ دل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال میں خدا کو نہ چھوڑے۔ جب یہ حالت ہو گی تو گناہ دور ہونے شروع ہو جاویں گے۔

معرفت بھی ایک شئے ہے جو کہ گناہ سے انسان کو روکتی ہے جیسے جو شخص سم الفار، سانپ اور شیر کو ہلاک کرنے والا جانتا ہے تو وہ ان کے نزدیک نہیں جاتا ایسے **جب تم کو معرفت ہو گی تو تم گناہ کے نزدیک نہ پھٹکو گے اس کے لیے ضروری ہے کہ یقین بڑھاؤ اور وہ دعا سے بڑھے گا اور نماز خود دعا ہے۔ نماز کو جس قدر سنوار کر ادا کرو گے اسی قدر گناہوں سے رہائی پاتے جاؤ گے۔‘‘**

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 590-589۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

۞ ...... ’’سو تم نمازوں کو سنوارو اور خدا تعالیٰ کے احکام کو اس کے فرمودہ کے بموجب کرو۔ اس کی نواہی سے بچے رہو۔ اس کے ذکر اور یاد میں لگے رہو۔ دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو۔ اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع و سجود میں دعا کا موقعہ ہے دعا کرو۔ اور غفلت کی نماز کو ترک کر دو۔ رسمی نماز کچھ ثمرات مترتب نہیں لاتی اور نہ وہ قبولیت کے لائق ہے۔ نماز وہی ہے کہ کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے کے وقت تک پورے خشوع اور حضور قلب سے ادا کی جاوے اور عاجزی اور فروتنی اور انکساری اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح سے ادا کی جاوے کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہی تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 177-176۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

۞ ...... ’’عذابِ الٰہی سے بچنے کے لیے فقط زبانی اقرار ہی کافی نہیں اور نہ اُدھوری نمازیں ہو سکتی ہیں۔ بھلا ایک شخص جس کو پیاس شدّت کی لگی ہوئی ہو کیا ایک قطرہ پانی سے وہ اپنی پیاس بجھا سکتا ہے؟ یا سخت بھوک لگی ہوئی ہو تو ایک ذرّہ اناج سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح پر **کوئی شخص اُدھوری اور ناقص نمازوں سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے نہیں بچا سکتا۔** پس اپنی نمازوں کو درست کرو۔ ہر ایک قسم کی شکایت، گلہ، غیبت، جھوٹ، افتراء، بدنظری وغیرہ سے اپنے تئیں بچائے رکھو‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 138۔ حاشیہ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

(باقی آئندہ)

بقیہ: **مختصر عالمی جماعتی خبریں** ...... از صفحہ 20

جاپان

AMA شہر کی انتظامیہ کی طرف سے ’’اسلام کے تعارف‘‘ کی دعوت

مکرم انیس احمد ندیم صاحب مبلغ سلسلہ جاپان اطلاع دیتے ہیں کہ 9 جولائی 2015ء کو مسجد بیت الاحد کے علاقہ ’AMA شہر‘ کی انتظامیہ نے اس علاقہ میں رہنے والے احمدی مسلمانوں کو ایک تقریب میں مدعو کیا جس میں انہیں ’’اسلام کے تعارف‘‘ پر تقریر اور پریزنٹیشن پیش کرنے کی توفیق ملی۔

تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ کے بعد مکرم انیس احمد ندیم صاحب نے جاپانی زبان میں اسلام کے تعارف پر مشتمل تقریر کی۔ تقریر کے بعد ایک طفل نے نماز ادا کرنے کا طریقہ دکھایا۔ اسی طرح جاپان میں آنے والے زلزلے اور تسونامی کے مواقع پر جماعت احمدیہ جاپان کی خدمات پر مشتمل ایک مختصر ڈاکومنٹری دکھائی گئی۔

اس پروگرام میں شہر کے میئر کے علاوہ 65 جاپانی و دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر قرآن کریم کی نمائش کے علاوہ، بک سٹال، چائے سٹال اور اسلامی لباس کے عنوان سے پردہ کا تعارف اور پردہ کی مختلف صورتوں کے لئے سکارف اور نقاب کی نمائش کی گئی۔

ایک ٹی وی چینل کے نمائندہ نے اس پروگرام کی کوریج کی اور شہر کے میئر اور بعض NGOs کے سربراہوں نے اس پروگرام کی تعریف کرتے ہوئے باہمی تعارف بڑھانے اور اسلام کے بارہ میں غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے ایک بہت مفید کاوش قرار دیا۔

☆......☆......☆

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 20

نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞...... ''**نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔**

وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے۔ جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔

نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذّات جسمانی کے لیے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنّتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذّت ہے۔

نماز خواہ نخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیّت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے۔ اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لیے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے اور اس میں ایک لذّت رکھ دی ہے جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ جیسے لڑکے اور لڑکی کی جب شادی ہوتی ہے اگر ان کے ملاپ میں ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے۔ ایسے ہی **اگر نماز میں لذت نہ ہو تو وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔** دروازہ بند کر کے دعا کرنی چاہیے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذّت پیدا ہو۔ جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پُر ہے جس کی تفصیل نہیں ہو سکتی۔ جب وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے۔

اگر دو چار دفعہ بھی لذت محسوس ہو جائے تو اس چاشنی کا حصہ مل گیا، لیکن جسے دو چار دفعہ بھی نہ ملا وہ اندھا ہے۔ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی (بنی اسرائیل: 73) آئندہ کے سب وعدے اسی سے وابستہ ہیں۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 592-591۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

دعا اور تضرّع۔ نماز میں لذّت کے حصول کا ذریعہ ہیں

۞...... فرمایا: ''**انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے، امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تضرّع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔**

یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذّت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکّروں کا نام نہیں ہے۔ بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگیں مارتی ہے ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں؛ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد کرنے میں گزار دیتے ہیں اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ **نماز میں دعا مانگو۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔**

فاتحہ۔ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے۔ یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولتی، سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے، اس لئے **سورۂ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہیے اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔** انسان کو واجب ہے کہ ایک وہ سائلِ کامل اور محتاجِ مطلق کی صورت بنا وے اور جیسے ایک فقیر اور سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے اور کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے۔ اسی طرح سے چاہیے کہ پوری تضرّع اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عرضِ حال کرے۔

پس جب تک نماز میں تضرّع سے کام نہ لے اور دعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے نماز میں لذّت کہاں۔''؟

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 402۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اپنی زبان میں دعا

۞...... سوال ہوا کہ آیا نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنا جائز ہے؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''**سب زبانیں خدا نے بنائی ہیں۔ چاہیے کہ اپنی زبان میں جس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے نماز کے اندر دعائیں مانگے، کیونکہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے تاکہ عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔** کلام الٰہی کو ضرور عربی میں پڑھو اور اس کے معنی یاد رکھو۔ اور دعا بے شک اپنی زبان میں مانگو۔ جو لوگ نماز کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ دعا کا وقت نماز ہے۔ نماز میں بہت دعائیں مانگو۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 509۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اپنی زبان میں دُعا کرنے کی حکمت

۞...... فرمایا: ''دُعا نماز کا مغز اور رُوح ہے اور رسمی نماز جب تک اس میں رُوح نہ ہو کچھ نہیں۔ اور رُوح کے پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ گریہ و بکا اور خشوع و خضوع ہو اور یہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں ہو اور یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے۔ غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا کو طلب کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں وفاداری کے ساتھ فنا ہو کر کامل نیستی کی صورت اختیار کرے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 4۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز کے اندر دُعا

فرمایا: ''**نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کرو۔ سجدہ میں، بیٹھ کر، رکوع میں، کھڑے ہو کر، ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کرو۔ بیشک پنجابی زبان میں دُعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے اُن کے واسطے ضروری ہے کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دُعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگے اور عربی دُعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہئے۔** نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالیٰ سے دُعا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے تُو ہم کو معاف کر اور دُنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔

ٹوٹی ہوئی نماز

آج کل لوگ جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ **جس نماز میں تضرّع نہیں، خدا تعالیٰ کی طرف رُجوع نہیں، خدا تعالیٰ سے رقّت کے ساتھ دُعا نہیں، وہ نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔**

نماز وہ ہے جس میں دُعا کا مزا آجاوے۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہو جاؤ کہ رقت طاری ہو جائے جیسے کہ کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتویٰ لگنے والا ہوتا ہے۔ اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے۔ ایسے ہی خوفزدہ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا چاہیئے۔ جس نماز میں دل کہیں ہے اور خیال کسی طرف ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے وہ ایک لعنت ہے جو آدمی کے منہ پر واپس ماری جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ (الماعون: 6-5) لعنت ہے اُن پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ **نماز وہی اصلی ہے جس میں مزا آجاوے۔ ایسی ہی نماز کے ذریعہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔** نماز مومن کے واسطے ترقی کا ذریعہ ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود: 115) نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ دیکھو بخیل سے بھی انسان مانگتا رہتا ہے تو وہ بھی کسی نہ کسی وقت کچھ دے دیتا ہے اور رحم کھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو خود حکم دیتا ہے کہ مجھ سے مانگو اور میں تمہیں دوں گا۔ جب کبھی کسی امر کے واسطے دعا کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ آپ وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے اور نماز کے اندر دُعا کرتے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 45-44۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

دعا بعد نماز

۞...... حضور علیہ السلام سے نماز کے بعد دعا کی بابت سوال کیا گیا جس کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''**اصل یہ ہے کہ ہم دعا مانگنے سے تو منع نہیں کرتے اور ہم خود بھی دعا مانگتے ہیں۔ اور صلوٰۃ بجائے خود دعا ہی ہے۔ بات یہ ہے کہ مَیں نے اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ ہندوستان میں یہ عام بدعت پھیلی ہوئی ہے کہ تعدیل ارکان پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھتے اور ٹھونگے دار نماز پڑھتے ہیں۔ گویا وہ نماز ایک ٹیکس ہے جس کا ادا کرنا ایک بوجھ ہے۔ اس لیے اس طریق سے ادا کیا جاتا ہے جس میں کراہت پائی جاتی ہے؛ حالانکہ نماز ایسی شے ہے کہ جس سے ایک ذوق، اُنس اور سرور بڑھتا ہے۔ مگر جس طریق پر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے حضور قلب نہیں ہوتا اور بے ذوقی اور بے لطفی پیدا ہوتی ہے۔**

میں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نماز نہ پڑھیں، بلکہ حضورِ قلب کی کوشش کریں جس سے اُن کو سرور اور ذوق حاصل ہو۔ عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضور قلب کی کوشش نہیں کی جاتی، بلکہ جلدی جلدی اس کو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لیے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں؛ حالانکہ نماز کا (جو مومن کی معراج ہے) مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے اور اسی لیے اُمّ الْاَدْعِیَہ، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ دعا مانگی جاتی ہے۔ انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے۔ اَقِیْمُوا الصَّلوٰۃ اس لئے فرمایا کہ نماز گری پڑتی ہے مگر جو شخص اقام الصلوٰۃ کرتے ہیں تو وہ اس کی روحانی صورت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر وہ دعا کی محویت میں ہو جاتے ہیں۔ نماز ایک ایسا شربت ہے کہ جو ایک بار اُسے پی لے اُسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور وہ فارغ ہی نہیں ہو سکتا۔ ہمیشہ اس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر اس کا اثر نہیں جاتا۔

مومن کو ہمیشہ اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت دعائیں کرنی چاہئیں۔ مگر نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریق اس ملک میں جاری ہے وہ عجیب ہے۔ بعض مساجد میں اتنی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں کہ آدھ میل کا سفر ایک آدمی کر سکتا ہے۔ **میں نے اپنی جماعت کو بہت نصیحت کی ہے کہ اپنی نماز کو سنوارو یہ بھی دعا ہے۔**

کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ تیس تیس برس تک برابر نماز پڑھتے ہیں پھر کورے کے کورے ہی رہتے ہیں۔ کوئی اثر روحانیت اور خشوع وخضوع کا ان میں پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا یہی سبب ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جس پر خدا تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔ ایسی نمازوں کے لیے وَیل آیا ہے۔ دیکھو جس کے پاس اعلیٰ درجہ کا جوہر ہو تو کیا کوڑیوں اور پیسوں کے لیے اسے پھینک دینا چاہیے۔ ہرگز نہیں۔ اوّل اس جوہر کی حفاظت کا اہتمام کرے اور پھر پیسوں کو بھی سنبھالے۔ اس لیے نماز کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھے''۔

فرمایا: ''ہم نے اپنی جماعت کو کہا ہوا ہے کہ طوطے کی طرح مت پڑھو۔ سوائے قرآن شریف کے جو رب جلیل کا کلام ہے اور سوائے ادعیہ ماثورہ کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھیں؛ نماز بابرکت نہ ہوگی جب تک اپنی زبان میں اپنے مطالب بیان نہ کرو۔ اس لیے ہر شخص کو جو عربی زبان نہیں جانتا ضروری ہے کہ اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کو پیش کرے اور رکوع میں، سجود میں، مسنون تسبیحوں کے بعد اپنی حاجات کو عرض کرے۔ ایسا ہی التحیات میں اور قیام اور جلسہ میں۔ اس لیے میری جماعت کے لوگ اس تعلیم کے موافق نماز کے اندر اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں اور ہم بھی کر لیتے ہیں؛ اگرچہ ہمیں تو عربی اور پنجابی یکساں ہی ہیں۔ مگر مادری زبان کے ساتھ انسان کو ایک ذوق ہوتا ہے اس لیے اپنی زبان میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے مطالب اور مقاصد کو بارگاہ رب العزۃ میں عرض کرنا چاہیے۔

میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ نماز کا تعہد کرو جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو۔ فریضہ تو جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں باقی نوافل اور سُنن کو جیسا چاہو طُول دو اور چاہیے کہ اس میں گریہ و بکا ہو تا کہ وہ حالت پیدا ہو جاوے جو نماز کا اصل مطلب ہے۔ ...... ہم دعاؤں سے انکار نہیں کرتے

بلکہ ہمارا تو سب سے بڑھ کر دعاؤں کی قبولیت پر ایمان ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ **(المومن:61) فرمایا ہے۔ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نماز کے بعد دعا کرنا فرض نہیں ٹھہرایا۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی التزامی طور پر مسنون نہیں ہے۔آپ سے التزام ثابت نہیں ہے۔اگر التزام ہوتا اور پھر کوئی ترک کرتا تو یہ معصیت ہوتی۔تقاضائے وقت پر آپ نے خارج نماز میں بھی دعا کر لی۔اور ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ آپ کا سارا ہی وقت دعاؤں میں گزرتا تھا۔لیکن نماز خاص خزینہ دعاؤں کا ہے جو مومن کو دیا گیا ہے۔اس لیے اس کا فرض ہے کہ جبتک اس کو درست نہ کرے اور اس کی طرف توجہ نہ کرے۔**کیونکہ جب نفل سے فرض جاتا رہے تو فرض کو مقدم کرنا چاہیے۔اگر کوئی شخص ذوق اور حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پھر خارج نماز بے شک دعائیں کرے؛ ہم منع نہیں کرتے۔ہم تقدیم نماز کی چاہتے ہیں اور یہی ہماری غرض ہے۔مگر لوگ آج کل نماز کی قدر نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے بہت بُعد ہو گیا۔مومن کے لیے نماز معراج ہے اور وہ اس سے ہی اطمینان قلب پاتا ہے، کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اپنی عبودیت کا اقرار، استغفار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود؛ غرض وہ سب امور جو روحانی ترقی کے لیے ضروری ہیں موجود ہیں۔ ہمارے دل میں اس کے متعلق بہت سی باتیں ہیں جن کو الفاظ پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے۔بعض سمجھ لیتے ہیں اور بعض رہ جاتے ہیں۔مگر ہمارا کام یہ ہے کہ ہم تھکتے نہیں۔ کہتے جاتے ہیں۔جو سعید ہوتے ہیں اور جن کو فراست دی گئی ہے وہ سمجھ لیتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 348-345۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں

......فرمایا: ''**صرف ظاہری اعمال سے جو رسم اور عادت کے رنگ میں کئے جاتے ہیں کچھ نہیں بنتا**۔اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں نماز کی تحقیر کرتا ہوں۔وہ نماز جس کا ذکر قرآن میں ہے اور وہ معراج ہے۔بھلا ان نمازیوں سے کوئی پوچھے تو سہی کہ ان کو سورۂ فاتحہ کے معنے بھی آتے ہیں۔پچاس پچاس برس کے نمازی ملیں گے مگر نماز کا مطلب اور حقیقت پوچھو تو اکثر بے خبر ہوں گے......دنیوی علوم کے واسطے تو جان توڑ محنت اور کوشش کی جاتی ہے اور اس طرف سے ایسی بے التفاتی ہے کہ اسے جنتر منتر کی طرح پڑھ جاتے ہیں۔

میں تو یہانتک بھی کہتا ہوں کہ **اس بات سے مت رکو کہ نماز میں اپنی زبان میں دعائیں کرو۔بیشک اردو میں، پنجابی میں، انگریزی میں، جو جس کی زبان ہو اسی میں دعا کر لے۔مگر ہاں یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو اسی طرح پڑھو۔اس میں اپنی طرف سے کچھ دخل مت دو۔اس کو اس طرح پڑھو اور معنے سمجھنے کی کوشش کرو۔اسی طرح ماثورہ دعاؤں کا بھی اسی زبان میں التزام رکھو۔قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد جو چاہو خدا تعالیٰ سے مانگو اور جس زبان میں چاہو مانگو۔وہ سب زبانیں جانتا ہے۔سنتا ہے قبول کرتا ہے۔**

نماز کو باحلاوت بنانے کا ایک طریق

اگر تم اپنی نماز کو باحلاوت اور پرذوق بنانا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اپنی زبان میں کچھ نہ کچھ دعائیں کرو۔مگر اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ نمازیں تو ٹکریں مار کر پوری کر لی جاتی ہیں پھر لگتے ہیں دعائیں کرنے۔نماز تو ایک ناحق کا ٹیکس ہوتا ہے۔اگر کچھ اخلاص ہوتا ہے تو نماز کے بعد میں ہوتا ہے۔یہ نہیں سمجھتے کہ **نماز خود دعا کا نام ہے جو بڑے عجز، انکسار، خلوص اور اضطراب سے مانگی جاتی ہے۔بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دعا ہی ہے۔**

نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسے نمازیوں پر تو خود اللہ تعالیٰ نے لعنت اور ویل بھیجا ہے چہ جائیکہ ان کی نماز کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔ وَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ (الماعون:5) خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔یہ ان نمازیوں کے حق میں ہے جو نماز کی حقیقت سے اور اس کے مطالب سے بے خبر ہیں۔

صحابہؓ تو خود عربی زبان رکھتے تھے اور اس کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔مگر ہمارے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس کے معانی سمجھیں اور اپنی نماز میں اس طرح حلاوت پیدا کریں۔......دیکھو خدا تعالیٰ کا اس میں فائدہ نہیں بلکہ خود انسان ہی کا اس میں بھلا ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کی حضوری کا موقعہ دیا جاتا ہے اور عرض معروض کرنے کی عزت عطا کی جاتی ہے جس سے یہ بہت سی مشکلات سے نجات پا سکتا ہے۔میں حیران ہوں کہ وہ لوگ کیونکر زندگی بسر کرتے ہیں جن کا دن بھی گذر جاتا ہے اور رات بھی گذر جاتی ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ ان کا کوئی خدا بھی ہے۔یاد رکھو کہ ایسا انسان آج بھی ہلاک ہوا اور کل بھی۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 661-660۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

رسمی اور تقلیدی عبادت ٹھیک نہیں

......'' بعض چالیس چالیس برس سے نماز پڑھتے ہیں مگر ہنوز روزِ اول ہی ہے اور کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔تیس روزوں سے کوئی فائدہ محسوس نہیں کرتے۔**بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم بڑے متقی اور مدت کے نماز خواں ہیں مگر ہمیں امدادِ الٰہی نہیں ملتی۔اس کا سبب یہ ہے کہ رسمی اور تقلیدی عبادت کرتے ہیں۔ترقی کا کبھی خیال نہیں۔ گناہوں کی جستجو ہی نہیں۔سچی توبہ کی طلب ہی نہیں**۔پس وہ پہلے قدم پر ہی رہتے ہیں۔ایسے انسان بہائم سے کم نہیں۔ ایسی نمازیں خدا کی طرف سے وَیل لاتی ہیں۔**نماز تو وہ ہے جو اپنے ساتھ ترقی لے آوے۔**

جیسے طبیب کے زیر علاج ایک بیمار ہے۔ایک نسخہ وہ دس روز استعمال کرتا ہے۔پھر اس سے اس کو روز بروز نقصان ہو رہا ہے۔جب اتنے دنوں کے بعد فائدہ نہ ہو تو بیمار کو شک پڑ جاتا ہے کہ یہ نسخہ ضرور میرے مزاج کے موافق نہیں اور یہ بدلنا چاہیے۔پس رسم اور رسمی عبادت ٹھیک نہیں۔

......نمازوں میں دعائیں اور درود ہیں۔یہ عربی زبان میں ہیں، مگر تم پر حرام نہیں کہ نمازوں میں اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگا کرو؛ ورنہ ترقی نہ ہوگی۔خدا کا حکم ہے کہ نماز وہ ہے جس میں تضرع اور حضور قلب ہو۔ایسے ہی لوگوں کے گناہ دور ہوتے ہیں؛ چنانچہ فرمایا اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کرتی ہیں۔یہاں حسنات کے معنے نماز کے ہیں اور حضور اور تضرع اپنی زبان میں مانگنے سے حاصل ہوتا ہے۔پس کبھی کبھی ضرور اپنی زبان میں دعا کیا کرو اور **بہترین دعا فاتحہ ہے کیونکہ وہ جامع دعا ہے**۔جب زمیندار کو زمینداری کا ڈھب آ جاوے تو وہ زمینداری کے صراط مستقیم پر پہنچ جاوے گا اور کامیاب ہو جاوے گا۔اسی طرح تم خدا کے ملنے کی صراط مستقیم تلاش کرو اور دعا کرو کہ یا الٰہی میں تیرا گنہگار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں۔میری راہنمائی کر۔ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل معطی وہی ہے۔بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے؛ کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازہ پر سوالی ہر روز جا کر سوال کرے گا تو آخر ایک دن اس کو بھی شرم آ جاوے گی۔پھر خدا تعالیٰ سے مانگنے والا جو بے مثل کریم ہے کیوں نہ پائے؟ پس مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پا لیتا ہے۔**نماز کا دوسرا نام دعا بھی ہے۔**جیسے فرمایا اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مومن:61) پھر فرمایا: وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ:187) جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے پس میں بہت ہی قریب ہوں۔میں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 175۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

......'' **نماز ایسی شے ہے کہ سیّئات کو دور کر دیتی ہے۔**جیسے فرمایا: اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) نماز کُل بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔حسنات سے مراد نماز ہے، مگر آج کل یہ حالت ہو رہی ہے کہ عام طور پر نمازی کو مکار سمجھا جاتا ہے، کیونکہ عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں یہ اسی قسم کی ہے جس پر خدا نے واویلا کیا ہے، کیونکہ اس کا کوئی نیک اثر اور نیک نتیجہ مترتب نہیں ہوتا۔نرے الفاظ کی بحث میں پسند نہیں کرتا۔آخر مر کر خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔**دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اس کا نسخہ استعمال کرتا ہے۔اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے۔پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں اور اس کا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔**

میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے۔مگر یہاں تو پچاس پچاس برس تک نماز پڑھنے والے دیکھے گئے ہیں کہ بدستور رُو بدنیا اور سفلی زندگی میں نگونسار ہیں۔اور انہیں نہیں معلوم کہ وہ نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں اور استغفار کیا چیز ہے؟ اس کے معنوں پر بھی انہیں اطلاع نہیں ہے۔......زیادہ تر اس زمانہ میں لوگوں کا یہی حال ہو رہا ہے کہ عادت اور رسم کے پابند ہیں اور حقیقت سے واقف اور آشنا نہیں ہیں۔جو شخص دل میں یہ خیال کرے کہ یہ بدعت ہے کہ نماز کے پیچھے دعا نہیں مانگتے بلکہ نمازوں میں دعائیں کرتے ہیں۔یہ بدعت نہیں۔پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادعیہ عربی میں سکھائی تھیں جو اُن لوگوں کی اپنی مادری زبان تھی اسی لیے ان کی ترقیات جلدی ہوئیں۔لیکن جب دوسرے ممالک میں اسلام پھیلا تو وہ ترقی نہ رہی۔اس کی یہی وجہ تھی کہ اعمال رسم و عادت کے طور پر رہ گئے۔ان کے نیچے جو حقیقت اور مغز تھا وہ نکل گیا۔اب دیکھ لو مثلاً ایک افغان نماز تو پڑھتا ہے، لیکن وہ اثر نماز سے بالکل بے خبر ہے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 347-345۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز کو سمجھ کر پڑھو

......'' **قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔**قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو، بلکہ اُس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔

نماز کو اسی طرح پڑھو، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بیشک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو۔اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔

آجکل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے۔نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں۔نماز تو بہت جلد جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لیے بیٹھے رہتے ہیں۔

نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا عرض حال کرنے کا موقع بھی ہو لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے، اسے کیا فائدہ؟ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔تم کو جو دعائیں کرنی ہوں، نماز میں کر لیا کرو۔اور پورے آداب الدّعا کو ملحوظ رکھو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے شروع ہی میں دعا سکھائی ہے اور اس کے ساتھ ہی دعا کے آداب بھی بتا دیئے ہیں۔**سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے اور یہ دعا ہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعا نماز ہی میں ہوتی ہے؛ چنانچہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے یوں سکھایا ہے۔**

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔......الیٰ آخرہ۔یعنی دعا سے پہلے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جاوے جس سے اللہ تعالیٰ کے لیے روح میں ایک جوش اور محبت پیدا ہو، اس لیے فرمایا۔اَلْحَمْدُلِلّٰهِ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔سب کو پیدا کرنے والا اور پالنے والا۔اَلرَّحْمٰنِ۔جو بلا عمل اور بن مانگے دینے والا ہے۔اَلرَّحِیْمِ۔پھر عمل پر بھی بدلہ دیتا ہے۔اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیتا ہے۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ہر بدلہ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔نیکی بدی سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔پورا اور کامل موحد تب ہی ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کو مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ تسلیم کرتا ہے۔دیکھو حکام کے سامنے جا کر ان کو سب کچھ تسلیم کر لینا یہ گناہ ہے اور اس سے شرک لازم آتا ہے۔اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو حاکم بنایا ہے اُن کی اطاعت ضروری ہے، مگر اُن کو خدا ہرگز نہ بناؤ۔انسان کا حق انسان کو اور خدا تعالیٰ کا حق خدا تعالیٰ کو دو۔پھر یہ کہو۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ہم کو سیدھی راہ دکھا۔یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیے اور وہ نبیوں۔صدیقوں۔شہیدوں اور صالحین کا گروہ ہے۔اس دعا میں ان تمام گروہوں کے فضل اور انعام کو مانگا گیا ہے۔ ان لوگوں کی راہ سے بچا، جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوئے۔

غرض یہ مختصر طور پر سورۃ فاتحہ کا ترجمہ ہے۔اسی طرح پر سمجھ سمجھ کر **ساری نماز کا ترجمہ پڑھ لو اور پھر اسی مطلب کو سمجھ کر نماز پڑھو**۔طرح طرح کے حرف رٹ لینے سے کچھ فائدہ نہیں۔یہ یقیناً سمجھو کہ **آدمی میں سچی توحید آ ہی نہیں سکتی جبتک وہ نماز کو طوطے کی طرح پڑھتا ہے**۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 192-191۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز کو سوز و گداز کے ساتھ سنوار کر ادا کرو

......'' **نماز ایسے ادا نہ کرو جیسے مرغی دانے کے لیے ٹھونگ مارتی ہے بلکہ سوز و گداز سے ادا کرو اور دعائیں بہت کیا کرو۔نماز مشکلات کی کنجی ہے۔ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی مادری زبان میں بھی بہت دعا کیا کرو تا اس سے سوز و گداز کی تحریک ہو اور جب تک سوز و گداز نہ ہو اسے ترک مت کرو کیونکہ اس سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور سب کچھ ملتا ہے۔**

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مکرم چودھری محمد علی صاحب مضطرؔ

آؤ مضطرؔ کا ذکرِ خیر کریں   مر کے بھی جو حیات ہے یارو!

میر انجم پرویز (مربی سلسلہ)۔لندن

ہر دل عزیز شخصیت

مکرم ومحترم چودھری محمد علی صاحب ایک ہر دل عزیز شخصیت کے مالک انسان تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر چھوٹا بڑا، اپنا پرایا آپ کی تعریف میں رطب اللسان اور آپ کے اخلاق واوصاف کا ثنا خواں نظر آتا ہے۔ خوش خلقی، عجز وانکسار، اخلاص ووفا، عزم وہمت اور شفقت ومحبت آپ کے نمایاں اوصاف میں سے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کی قابلیت ولیاقت، دانش وبنیش، فہم وفراست نے سب کو آپ کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خلفاء سلسلہ کی صحبت وقربت کے فیض نے آپ میں ایک خوئے محبوبی پیدا فرما دی تھی۔ جو بھی آپ سے ملتا یا آپ کے پاس بیٹھتا وہ آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔

تنہائی اور وسیع حلقۂ احباب

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ میں تنہائی پسند ہوں اور اکیلے رہنا مجھ پر گراں نہیں، لیکن بایں ہمہ میرے ملنے والے اور جاننے والے بھی کچھ کم نہیں۔ میری تنہائی ایسی نہیں جس کے نتیجہ میں انسان لوگوں سے کٹ کر رہ جاتا ہے، بلکہ لوگ بڑی محبت سے میرے پاس آتے ہیں اور مجھے ان سے مل کر خوشی ہوتی ہے۔ گویا آپ خلوت میں جلوت اور جلوت میں خلوت کا عالم رکھتے تھے۔

آتش فشاں پُر ولولہ دل

آپ مثالی عزم وہمت کے مالک تھے۔ ایک لمبا عرصہ متعدد بیماریوں کے خلاف لڑتے رہے اور کئی دفعہ موت کو شکست دی، لیکن بالآخر دستِ قضا نے احمدیت کے برگزیدہ شجر سے اس گلِ خوبی کو چُن ہی لیا۔ جب آپ کی کتاب 'اشکوں کے چراغ' تیاری کے مراحل میں تھی، آپ نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ شام کو گھر آجایا کرو۔ ان دنوں آپ بیت الظفر میں رہا کرتے تھے اور آپ کی عمر 88 سال تھی۔ 'اشکوں کے چراغ' کے ہر شعر کی نظر ثانی کرنے میں دو سال سے زیادہ عرصہ لگ گیا۔ جب بھی خاکسار مسودہ لے کر حاضر ہوتا آپ کو گھر میں کرسی پر بیٹھا مصروفِ عمل پاتا۔ اور یہ کوئی ایک دو دن کی بات نہیں بلکہ دو اڑھائی سال کا مسلسل مشاہدہ ہے۔ صبح آپ دفتر بھی باقاعدگی کے ساتھ جاتے اور شام کو روزانہ سامنے ترجمہ کی فائلیں پڑی ہوتیں۔ اُس وقت آپ حقیقۃ الوحی کا ترجمہ کر رہے تھے اور اس کے ساتھ دوسرے لوگوں کے ترجمہ کی اصلاح کا کام بھی کرتے تھے۔ اس قدر ضعفِ پیری اور اتنی بیماریوں کے باوجود اس قدر ہمت اور محنت ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی تھی۔ آپ کے دل میں اخلاص ووفا کا ایسا غیر معمولی جذبہ تھا جس نے آپ میں یہ عزم وہمت اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ کرسی میز پر نہ ہوتے، لیکن اس دن آپ کی حالت یہ ہوتی تھی کہ آپ بوجہ کمزوری اور بیماری کے اپنے بستر سے اٹھ بھی نہیں پاتے تھے اور لیٹے لیٹے ہی سلام کا جواب دیتے اور کہتے کہ میں نے عمداً دروازہ کُھلا رکھا تھا تا کہ جب آپ آئیں تو آپ کو تکلیف نہ ہو، کیونکہ میں تو اُٹھ کر کھول نہیں سکتا تھا۔ یعنی جب آپ کی یہ حالت ہو جاتی تھی کہ اٹھ بھی نہیں سکتے تب آپ کام چھوڑتے تھے۔

عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

آخری عمر میں بھی صبح کے وقت بروقت تیار ہو کر دفتر جاتے تھے۔ صبح جب ہم تاخیر سے بچنے کے لئے دفتر تحریکِ جدید میں جانے کے لئے سعی کر رہے ہوتے تھے اُس وقت اکثر آپ کو بھی دفتر جاتے ہوئے دیکھتے تھے، حالانکہ آپ افسر صیغہ ہونے کی حیثیت سے صبح جلدی حاضر ہونے کے پابند نہ تھے۔

میرا سب کچھ جماعت کا ہے

آپ نے اپنی ساری زندگی خدمتِ سلسلہ میں بسر کی اور اپنی تمام صلاحیتوں کو خدمتِ دین میں صرف کیا۔ یہاں تک کہ آپ کی شاعری بھی جماعت کے لیے تھی اور آپ نے جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء سے سیکھا اس کا اظہار اپنی شاعری میں کِیا۔ آپ نے خاکسار کو بتایا کہ ایک بڑے شاعر نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ اپنا ایسا کلام جس میں جماعت کا براہِ راست ذکر ہے اس کو چھوڑ کر باقی کلام کو الگ چھپوائیں۔ پھر دیکھیے ادب کی دنیا میں کیا تہلکہ برپا ہوتا ہے۔ آپ نے ان کو جواب دیا کہ میرا سب کچھ جماعت کا ہے اور جماعت سے الگ کچھ نہیں۔ مَیں کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ میری فلاں نظم یا غزل کا جماعت سے تعلق نہیں۔ چنانچہ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ آپ کا کلام مجلس انصاراللہ پاکستان نے چھاپا اور اس طرح آپ کا کلام بھی جماعت ہی کی ملکیت بن گیا۔

اشکوں کے چراغ

آپ سے خاکسار کا ذاتی تعارف اُس وقت ہوا جب 2004ء میں ایک مہربان دوست نے مجھے آپ کا منظوم کلام طباعت سے قبل ایک نظر دیکھنے کے لیے دیا۔ خاکسار نے کلام میں بعض امور کی نشاندہی کی اور اسی سلسلہ میں آپ سے ملاقات بھی ہوئی۔ یہیں سے آپ سے رابطہ بڑھا اور دو سال سے زیادہ عرصہ تک خاکسار کو مسلسل آپ کے پاس بیٹھ کر صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع ملتا رہا۔ ایک ایک شعر کی دُہرائی اور نظر ثانی کی گئی اور کلام کو ترتیب دیا گیا۔ پھر مکرم صابر ظفر صاحب جو فنِ شعر کے استاد ہیں، نے پڑھ کر بعض امور کی نشاندہی کی۔ اس کے بعد خاکسار کو حکم ہوا کہ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کو کلام دِکھانا ہے، چنانچہ خاکسار کلام لے کر محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، جو اُس وقت صدر مجلس انصار اللہ پاکستان بھی تھے، کی موجودگی میں ان کی اہلیہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی خدمت میں گھر پر حاضر ہوا اور انہوں نے اپنی تجاویز اور قیمتی آراء سے نوازا۔ ازاں بعد چودھری صاحب کی ہدایات کے مطابق اس کلام کو فائنل کر کے خاکسار نے اواخر 2006ء میں صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پھر جلد ہی 'اشکوں کے چراغ' چھپ گئی اور اس کی روشنی سے ہر خاص وعام کو مستفید ہونے کا موقع ملا۔

آپ کا آخری کلام

آپ نے وفات سے کچھ عرصہ قبل خاکسار سے کہا کہ ایک شعر ہوا ہے اس کے بعد کچھ نہیں ہو رہا۔ میرا ذہن کچھ دفتری اور کچھ ذاتی پریشانیوں میں الجھا ہوا ہے۔ آپ اس شعر کو لے کر غزل مکمل کر لیں۔ وہ شعر یہ تھا:

تیرے اِس انکار پر انکار سے
لگ نہ جائے تُو کہیں دیوار سے

بعد میں خاکسار عربک ڈیسک برطانیہ میں مامور بر خدمت ہو گیا تو ایک دن روزنامہ الفضل میں پڑھا کہ مجلس انصاراللہ، پاکستان کے منعقد کردہ ایک مشاعرے میں آپ نے اپنی یہ غزل پیش کی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ غزل مکمل کرنے کی توفیق عطا فرما دی اور میرے علم کے مطابق یہ آپ کا آخری کلام ہے۔

انجام بخیر کی دعا

آپ ساری زندگی اخلاص ووفا کے ساتھ خدمتِ سلسلہ میں ہمہ تن مصروف رہے۔ خلفاء کی شفقتوں، محبتوں اور قرب کے وارث رہے، لیکن اس کے باوجود آخر دم تک بار بار یہی کہا کرتے تھے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے اور کسی آزمائش میں نہ ڈالے۔ یہی ایمان کی حقیقت ہے کہ انسان کبھی غافل نہ ہو اور ہمیشہ جہاں رحمتِ الٰہی کا امیدوار ہو وہیں اس کی ناراضی سے بھی ترساں رہے۔

خلافت سے محبت

آپ سے ملنے والا ہر شخص اس بات کا گواہ ہے کہ آپ خلافت کے سچے عاشق اور وفادار خادم تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک عام آدمی دُور سے ہمیں اچھا لگتا ہے، لیکن جتنا ہم اس کے قریب ہوتے جاتے ہیں اتنا ہی اس کے عیوب ظاہر ہوتے جاتے ہیں، لیکن خلفاء کا وجود ایسا ہے کہ دور سے تو اچھے لگتے ہی ہیں لیکن جتنا آپ ان کے قریب ہوتے جاتے ہیں اتنا ان کا حسن زیادہ کھل کر سامنے آتا جاتا ہے اور یہ وہ امتیاز ہے جو عام انسانوں کو حاصل نہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ چونکہ آپ کو خلفاء سلسلہ کا بہت قرب حاصل تھا اور ان کے قریب رہ کر کام کرنے کا موقع بھی آپ کو ملتا رہا، اس لحاظ سے آپ اس بات کے عینی شاہد بھی ہیں۔ نیز یہ بات صادق کی سچائی کی دلیل بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی لوگوں کو دعوت دیا کرتے تھے کہ کچھ عرصہ میرے پاس آ کر رہو۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ غیر مبائعین اور بعض منافقین نے خلفاء کو جو تکالیف دیں اور جس قدر دل آزاری کی اس کے مقابل پر خلفاء نے جو حلم، بردباری، صبر اور برداشت کا عظیم نمونہ دکھایا اور تکلیف دینے والوں کے ساتھ جو احسان اور نیکی کا سلوک کیا، اس کا عُشرِ عشیر بھی جماعتی لٹریچر میں محفوظ نہیں۔ شاید ابھی وقت مناسب نہیں یا کئی لوگوں کی پردہ پوشی بھی مقصود ہے، ورنہ یہ واقعات خلفاء سلسلہ کی مزید عظمت ووسعتِ حوصلہ اور اعلیٰ ظرفی کو نمایاں کرنے والے ہیں۔ آپ بہت سی باتوں کے عینی شاہد تھے اور اس خواہش کا اظہار بھی کیا کرتے تھے کہ کاش یہ باتیں ریکارڈ ہو جائیں، چاہے ابھی عام نہ کی جائیں اور بعد میں جب مناسب ہو ان کو عام کر دیا جائے۔

خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے محبت

خلفاء سلسلہ ہی نہیں بلکہ آپ خاندانِ حضرت مسیح موعودؑ سے بھی بہت محبت رکھتے تھے اور اس بات کو بھی اپنے ایمان کا ایک حصہ سمجھتے تھے۔ خاندان کے ہر چھوٹے بڑے کی بہت تعظیم وتکریم کرتے اور عزت واحترام سے پیش آتے تھے۔ ایک دفعہ خاندان کی ایک صاحبزادی کا فون آیا اور انہوں نے پوچھا کہ آپ کو فلاں چیز پکا کر بھجوائی تھی کیا آپ کو مل گئی اور پسند آئی کہ نہیں؟ تو آپ آبدیدہ ہو گئے اور بڑے عجز کے ساتھ شکریہ ادا کیا اور کہنے لگے کہ میں تو غلام ہوں، میرے لیے آپ نے کیوں تکلیف کی۔ پھر فون کے بعد بھی آپ خاکسار سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ عالیہ کا ذکر فرماتے رہے اور اس حوالے سے اپنا یہ شعر سنایا کہ

جسم اُس کا ہے، جان اُس کی ہے
اُس کے ٹکڑوں پہ ہیں پلے صاحب

محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب انچارج ریسرچ سیل نے خاکسار سے بیان کیا کہ غالبًا دفاتر انصاراللہ یا دفاتر تحریکِ جدید میں کوئی پروگرام تھا۔ وہاں حضرت چھوٹی آپا صاحبہ بھی تشریف لائی ہوئی تھیں۔ مکرم چودھری محمد علی صاحب کھڑے تھے۔ پتا چلا کہ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ سیڑھیوں سے اتر رہی ہیں۔ اسی وقت وفورِ جذبات سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

آپ ادب آداب کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کا ذکر نہایت ادب اور محبت سے کرتے تھے۔ خاکسار نے مشاہدہ کیا ہے کہ جب بھی کوئی تحریر آپ کے سامنے آتی جس میں خلفاء یا صحابہ یا دیگر بزرگانِ سلسلہ میں سے کسی کا نام مذکور ہوتا اور ساتھ دعائیہ کلمات نہ ہوتے تو ہاتھ سے لکھ دیتے اور توجہ دلاتے کہ ان چیزوں کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔

نکتہ آفرینی

آپ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی بات میں ایک لطیف نکتہ پیدا کر لیتے تھے۔ مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ ہم تو اب کام نہیں کر سکتے، آپ تو نوجوان ہیں، آپ تو بہت کام کر سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم تو بہت کمزور ہیں اور یہ کہتے ہوئے میں نے غالب کا یہ مصرع پڑھ دیا: ننگِ پیری ہے جوانی میری۔ فرمانے لگے نہیں بلکہ یوں کہیں: 'ننگے پَیر یں اے جوانی میری' یعنی ننگے پاؤں ہے جوانی میری۔ کس خوبصورتی سے غالب کے مصرعے کو پنجابی میں ڈھال کر مضمون کو بالکل اُلٹا دیا اور اس میں لطیف نکتہ پیدا کر دیا۔ درحقیقت آپ چاہتے تھے کہ ہم خدّامِ سلسلہ میں جوش اور ولولہ کی ایسی حالت ہونی چاہیے جیسے کوئی ننگے پاؤں تیزی کے ساتھ چلتا بلکہ دوڑتا ہے، جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے:

مجھ کو اک آتش فشاں پُر ولولہ دل کی تلاش

لطیف مزاح

اگرچہ آپ کی پہچان درد وغم اور رقّت ہے لیکن آپ میں انتہائی لطیف مزاح بھی پایا جاتا تھا۔ آپ نے یونیورسٹی کا امتحان دینے کے فوراً بعد ہی حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر کالج میں تدریس شروع کر دی تھی، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کی اور آپ کے ابتدائی طلبہ کی عمروں میں زیادہ تفاوت نہ تھا۔ ایک دفعہ بتایا کہ میں جلسہ سالانہ یوکے پر گیا تو وہاں ایک بہت ضعیف اور بوڑھا شخص جس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور اس سے چلنا بھی دشوار ہو رہا تھا، میرے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے پہچانا؟ چودھری صاحب کہتے ہیں کہ میں نے کہا: مَیں بہت معذرت چاہتا ہوں، میں آپ کو پہچان نہیں سکا۔ تو اس نے کہا: مَیں آپ کا فلاں شاگرد ہوں۔ کہتے ہیں: اس کی پیرانہ سالی اور ضعف کی حالت دیکھ کر میں نے کہا کہ اگر آپ میرے شاگرد ہیں تو مجھے تو آپ کو دیکھ کر ہی مر جانا چاہیے۔

مہمان نوازی

جب خاکسار آپ کے ہاں بیت الظفر میں حاضر ہوتا تو جو میسر ہوتا بطور مہمان نوازی پیش کرتے اور بسااوقات آپ فرماتے کہ میں خود آپ کو کوئی چیز بنا کر پیش نہیں کرسکتا، ویسے بھی آپ مہمان تھوڑی ہیں، آپ کا اپنا گھر ہے، کچن میں جا کر خود چائے یا کافی بنالیں۔ پھر بعض دفعہ کچن میں آجاتے اور ساتھ ساتھ بتاتے کہ کافی بنانے کے لیے دودھ کو اچھی طرح اُبالیں، اس میں بالائی ضرور ڈالیں اور پھر اچھی طرح ہلائیں۔

سمجھانے کا طریق

آپ اس بات کا بہت خیال رکھتے تھے کہ آپ سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ کسی کی کوئی بات یا کوئی تصرف ناگوار بھی ہوتا تو فوراً اس کا اظہار نہیں کرتے تھے تا کہ دوسرے کو تکلیف نہ ہو۔ اکثر کوئی پرانا واقعہ بیان کر کے دوسرے کو بالواسطہ طور پر سمجھا دیتے تھے۔

انگریزی زبان سیکھنے کی ضرورت

آپ انگریزی زبان سیکھنے کی ضرورت پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں انگریزی سے کوئی سروکار نہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کے لئے یہ زبان سیکھنی اس زمانے میں بہت ضروری ہے۔ آپ یہ جملہ اکثر دُہرایا کرتے تھے کہ English is the window to the knowledge. کہ انگریزی علم کی طرف کھلنے والی کھڑکی ہے۔ آج تمام دنیا کے علوم انگریزی میں ملتے ہیں، چاہے عربی ہو یا فارسی، روسی ہو یا جاپانی، جرمن ہو یا فرانسیسی ہر زبان کے علوم اور ہر زبان کا ادب فوری طور پر انگریزی میں مہیا ہو جاتا ہے، اور بعض دفعہ اصل زبان میں تلاش کرو تو ملتا نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ جامعہ ربوہ میں بعض اساتذہ کی خواہش تھی کہ نجیب محفوظ کا نوبل انعام یافتہ عربی ناول اَوْلَادُ حَارَتِنَا دستیاب ہو جائے لیکن وہ کہیں سے ملتا نہ تھا۔ بعد میں سیریا سے بڑی تلاش بسیار کے بعد دستیاب ہوُا جو خرید کر جامعہ کو بھجوایا گیا، لیکن یہاں خلافت لائبریری میں اس کا انگریزی ترجمہ غالباً اسّی یا نوّے کی دِہائی کا پڑا ہوا تھا۔

خاکسار پر شفقت

اپریل 2007ء میں خاکسار عربی زبان کی تحصیل کے لئے سیریا چلا گیا۔ 2012ء میں واپس آنے کے بعد بھی مکرم چودھری صاحب سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک ملاقات میں خاکسار نے اپنی بعض منظومات پیش کیں جن کو آپ نے بہت پسند فرمایا اور کہا کہ یہ الفضل میں چھپنی چاہییں۔ میں نے عرض کیا کہ میرا شعروشاعری کے حوالے سے کوئی خاص تعارف نہ ہے۔ آپ نے فرمایا: میں خود الفضل کو بھجواتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت آپ نے مدیر روزنامہ الفضل مکرم مولانا عبدالسمیع خان صاحب کو فون کیا اور میرا تعارف کروایا اور کہا کہ میں ان کا کلام بھجوا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے روزنامہ الفضل کو میری وہ نظمیں بھجوادیں جو کچھ عرصے تک وقفے وقفے سے الفضل میں چھپتی رہیں۔

اسی طرح خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزندِ اکبر حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی سیرت وسوانح پر کتاب کے مسودہ کو حتمی شکل دے کر آپ کو دکھایا۔ آپ نے محض ازراہِ شفقت سارا مسودہ پڑھا، ضروری اصلاح فرمائی اور پھر اپنی مصروفیات، علالت اور ضعفِ پیری کے باوصف کتاب کا مقدمہ بھی تحریر فرما کر گراں بار احسان کیا۔ آپ کی شفقت، محبت اور صحبت سے خاکسار کو بہت فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔ آپ کی یاد کے حسین اور گہرے نقش میرے دل پر مُرتَسم ہیں۔ آپ بعض دفعہ ایسے اچھے الفاظ میں ذرہ نوازی فرما دیتے تھے کہ میرے لیے ان کا بیان کرنا مشکل ہے۔ صدقِ دل سے آپ کے لئے یہی دعا نکلتی ہے کہ

فردوسِ بریں میں گُل نشیں ہو

ذیل میں مکرم چودھری صاحب کی بیان فرمودہ چند اہم روایات درج کی جاتی ہیں جو جماعتی تاریخ کے لحاظ سے خاص اہمیت کی حامل ہیں۔

اس دن مَیں دوبارہ احمدی ہوا

محترم چودھری محمد علی صاحب نے خاکسار سے بیان کیا کہ ان کو ملازمت کے انٹرویو کے لیے دہلی جانا تھا۔ انٹرویو کے وقت ایک دستاویز کے ساتھ کریکٹر سرٹیفکیٹ بھی پیش کرنا تھا۔ چودھری صاحب پریشان تھے کہ یہ سرٹیفکیٹ کہاں سے حاصل کریں۔ اوپر سے وقت بھی بہت کم تھا۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ نے آپ کو حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ محترم صاحبزادہ صاحب کی عدالت میں حاضر ہوئے اور اپنا مقصد بیان کیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے سرٹیفکیٹ دیکھا اور فرمایا: بیٹھ جائیں۔ آپ کو چائے وغیرہ پلوائی۔ عدالت کا وقت ختم ہوگیا تو آپ کو اپنے ساتھ لے گئے، کھانا کھلوایا اور شام کے قریب سرٹیفکیٹ پر دستخط کر دیے اور ساتھ لکھا کہ:

I know him for quite some time.

چودھری صاحب کہتے ہیں: خاکسار نے عرض کی۔ میاں صاحب! اتنے سے کام کے لئے آپ نے مجھے شام تک بٹھائے رکھا۔ آپ نے فرمایا: سرٹیفکیٹ میں یہ درج ہے کہ میں اس کو جانتا ہوں، حالانکہ مَیں تو آپ کو پہلے جانتا نہ تھا۔ اس لئے مَیں اس پر کیسے دستخط کرسکتا تھا۔ اب میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں آپ کو کچھ دیر سے جانتا ہوں۔

چودھری صاحب کہتے ہیں سچی بات تو یہ ہے کہ صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کے تقویٰ کے اس اعلیٰ معیار کو دیکھ کر اس دن میں دوبارہ احمدی ہوُا تھا۔

سٹرائیک میں شمولیت کے بارہ میں ضروری وضاحت

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کی زمانہ طالبعلمی میں ایک سٹرائیک میں شمولیت کا واقعہ جماعتی تاریخ کا حصہ ہے، جس پر حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کو جماعت سے خارج کر دیا تھا۔ پھر آپؓ نے معافی نامہ لکھ کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بھجوایا تو حضورؑ نے آپؓ کو معاف فرما دیا۔ اس حوالے سے ایک ضروری وضاحت کرتے ہوئے محترم چودھری صاحب نے خاکسار سے بیان کیا کہ ''حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ نے خاکسار کو بتایا کہ وہ سٹرائیک میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں وضاحت کیوں نہ پیش کی؟ تو صاحبزادہ صاحب آبدیدہ ہوگئے اور فرمانے لگے: آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا نہیں۔ مَیں ان کے سامنے کیا وضاحت کرتا۔ مَیں سٹرائیک میں تو شامل نہیں ہوُا تھا لیکن کلاس میں بھی نہیں گیا تھا، جبکہ دوسرے احمدی طلبہ کلاس میں شامل ہوئے تھے۔

یہ بیان اپنے اندر ایک لطافت اور محبت سمیٹے ہوئے ہے۔ اس سے جہاں اصحابِ احمدؑ کے کمالِ ادب کا اندازہ ہوتا ہے وہاں ان کی اطاعت کے معیار کا بھی پتا چلتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے سٹرائیک میں شمولیت نہ کی تاہم کلاس میں نہ جانے کو ہی حضورؑ کی تعلیمات کی نافرمانی پر محمول کیا۔ نیز اپنی براءت پیش کرنے کی بجائے مقامِ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے معافی کے راستے کو اختیار کیا۔ یہ تھے اصحابِ احمدؑ جنہوں نے اوّلین کے نمونوں کو زندہ کر دکھایا۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی اپنے والد صاحب کے لیے غیرت

محترم چودھری صاحب نے خاکسار سے بیان کیا کہ محترم کرنل داؤد احمد صاحب مرحوم نے آپ کو حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ کے حوالے سے ایک واقعہ بتایا تھا جو درج ذیل ہے:

ایک مرتبہ لاہور میں پنجاب کے سینیئر افسران کی دعوت تھی جس میں علاوہ دیگر افسران کے صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب بھی مدعو تھے۔ بشپ آف لاہور بھی وہاں موجود تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت نہیں کی تھی، بشپ صاحب نے غالباً اس خیال سے کہ یہ بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے مخالفین میں شامل ہیں، آپؑ کے خلاف زبان درازی کرنی چاہی۔ صاحبزادہ صاحب نے انہیں دو ایک بار ایسا کرنے سے روکا لیکن وہ باز نہ آئے۔ جس پر صاحبزادہ صاحب نے کھانے سے بھری پلیٹ بشپ صاحب کو دے ماری۔ آپ اگرچہ ابھی تک حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت سے مشرف نہ ہوئے تھے لیکن آپ علیہ السلام کے لیے دل میں ایک غیرت اور احترام کا تعلق رکھتے تھے، لہٰذا آپ نے اس بات کی کوئی پروانہ کی کہ دعوت میں موجود حاضرین وافسران بشپ آف لاہور کے رویّے کے خلاف آپ کے اس ردِّعمل پر کیا کہیں گے۔

☆......☆......☆

محترم چودھری محمد علی مضطرؔ صاحب کی وفات پر

سینے میں جو داغ جل رہے ہیں
صحرا میں چراغ جل رہے ہیں

اے بادۂ فکر! کچھ تو قلقل
کہ تشنہ ایاغ جل رہے ہیں

آنکھیں تو وہ بجھ گئیں پر اُن کے
'اشکوں کے چراغ' جل رہے ہیں

پروازِ خیال کو تری دیکھ
اَوروں کے کُلاغ جل رہے ہیں

'اشکوں' میں ترے وہ روشنی ہے
حیرت سے دماغ جل رہے ہیں

کس راہ کا رہگزار تھا تُو
قدموں کے سراغ جل رہے ہیں

ہم تو اسی غم میں، کس طرح پُر
ہو گا یہ فراغ، جل رہے ہیں

فردوسِ بریں میں گُل نشیں ہو
دنیا کے تو باغ جل رہے ہیں

(میر انجم پرویز، مربی سلسلہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

بقیہ رپورٹ دورۂ ہالینڈ از صفحہ نمبر 2

ہوئے کہا کہ حضور کے وجود میں جاذبیت ہے۔ آپ کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے جیسا کہ کوئی بہت عاجز انسان ہو۔ آپ کا اندازِ بیان بہت ہی نرم ہے۔ خلیفہ کے سامنے کھڑے ہونا ایک عجیب تجربہ تھا۔ یہ میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے کہ خلیفہ نے میرے لئے وقت نکالا اور میرے بارے میں پوچھا۔ سیاست دانوں کے سوالات کے جوابات خلیفہ نے بڑے تحمّل سے دیے۔ یہ جوابات بہت ہی مدلّل اور معیّن تھے۔

❁...... پروگرام میں ایک مہمان Lolitta اور ان کی بیٹی Mareike Bucken بھی شامل تھیں۔ Lolitta اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میری بیٹی Mareike اور میرے لئے خلیفہ کے سامنے کھڑا ہونا اور انہیں سلام کرنا دل ہلا دینے والا تجربہ تھا۔ ہم نے پہلے بھی آپ کو دیکھا ہوا ہے لیکن اتنے قریب سے آج پہلی مرتبہ دیکھ رہے ہیں۔ آپ کا دیدار ہم دونوں کے لئے تسکین کا باعث ہے۔ ایسے موقعوں میں شامل ہونا ہمیشہ دلچسپ ہوتا ہے اور ایسے فنکشن میں شامل ہونے سے مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ میری بیٹی کہتی ہے کہ خلیفہ جب ہال میں تشریف لائے تو ماحول ہی بدل گیا۔ آپ کے وجود میں ایک خاص قسم کی کشش ہے۔ یہ بات میں نے خود بھی محسوس کی اور یہ احساس میں کبھی نہیں بھولوں گی۔

❁...... ملک کروشیا سے برسراقتدار پارٹی سوشل ڈیموکریٹ کے ایک ممبر پارلیمنٹ Pand Ek Drazenko ڈچ پارلیمنٹ کی تقریب میں شمولیت کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح نے اسلامی تعلیمات کو بڑے ہی واضح اور مؤثر رنگ میں بیان کیا۔ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اسلامی تعلیمات بہت مؤثر ہیں۔ اگر تمام مسلمان ان تعلیمات پر صدق دل سے عمل کریں تو دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

Freedom of Expression کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے جو دوٹوک مؤقف دیا وہ بہت ہی متأثر کُن تھا۔ خصوصاً Holocaust کے بارہ میں بعض ممالک میں جو پابندیاں ہیں اس کے حوالہ نے ان کے مؤقف کو مزید تقویت دی۔

اس حقیقت کے باوجود کہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم ہوئے ہیں جماعت احمدیہ کے سربراہ نے پاکستان پر براہ راست تنقید سے گریز کیا اور عمدہ انداز میں حقیقی اسلامی تعلیم پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی تلقین کی جو کہ بہت ہی متأثر کُن تھی۔

جماعت احمدیہ کے سربراہ نے دہشتگردوں کو مہیا کئے جانے والے ہتھیاروں پر پابندی اور ان کی فنڈنگ روکنے پر جو مؤقف دیا وہ بہت ہی حقیقت پسندانہ تھا۔ واقعی اگر دنیا کے طاقتور ممالک ان نکات پر سنجیدگی اور دیانتداری سے عمل کریں تو دنیا امن کی طرف لَوٹ سکتی ہے۔

❁...... سویڈن سے ممبر پارلیمنٹ Mr. Bengt Eliasson بھی اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے حضور انور کے خطاب نے بہت متأثر کیا ہے۔ حضور انور نے ایک مذہبی لیڈر ہونے کی حیثیت سے دنیا کے صاحب اختیار لوگوں کو جھنجوڑا ہے۔ حضور انور کے خطاب میں صرف سچائی ہی سچائی تھی۔ کوئی بھی مصلحت نہیں تھی۔ امن، انصاف، برداشت، انسانیت سے محبت اور بھائی چارہ سے متعلق حضور انور نے بڑے آسان فہم الفاظ میں توجہ دلائی ہے اور دنیا کو ایک پیغام دیا ہے۔

فارن افیئرز کمیٹی کے ممبران کی طرف سے آزادیٔ اظہار سے متعلق سوالات پر حضور انور کے جوابات مدلّل اور فراست سے بھرپور تھے۔ یہودیوں کا ریفرنس دینے سے بھی وہ حضور انور کا اشارہ نہیں سمجھے جبکہ ہمارے ملک سویڈن میں یہودیوں کا بیج لگانا قانونی طور پر منع ہے اور لگانے پر سزا اور جرمانہ ہے۔ حضور انور کا جواب حکمت وفراست سے بھرپور تھا۔

❁...... البانیا سے مشیر اعلیٰ میئر ترانہ وسابق صدر کلٹ کمیٹی Ilir Hoxholli بھی اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میرے تصوّر میں بھی نہیں تھا کہ جماعت احمدیہ ایسے عظیم الشان طریق پر اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے بڑے تحمّل اور اعتماد کے ساتھ بہت ہی مؤثر اور پُرمعارف جوابات دیئے۔ امن کے قیام کے لئے امام جماعت احمدیہ کی کاوشیں قابل تعریف ہیں۔

❁...... Dhv. Peter Kingma ایمسٹرڈم کی فری یونیورسٹی میں بدھ ازم، اسلام اور دوسرے مذاہب کے ماہر ہیں۔ موصوف پارلیمنٹ کی تقریب میں شامل ہوئے۔ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح نے اسلام کی امن کے حوالہ سے تعلیم کا جس واضح انداز میں ذکر کیا ہے اس سے انہیں اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ ان کے انٹرفیتھ ڈائیلاگز کے پروگراموں میں جماعت کی نمائندگی ناگزیر ہے۔ اب جماعت کو ہمارے پروگراموں میں ضرور شریک ہونا چاہئے تاکہ اسلام کی اصل اور حقیقی تصویر ہمارے سامنے آسکے۔

❁...... انٹرنیشنل ہیومن رائیٹس کمیشن کے یورپ کے لئے ایمبیسیڈر مسٹر خالد چوہدری نے کہا کہ حضور نے بہت واضح طور پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں پیش کیا۔ بعض پارلیمنٹیرینز نے کافی کوشش کی کہ حضور انور پاکستان میں احمدیوں کی ہونے والی پرسیکیوشن کے حوالہ سے پاکستان کے بارہ میں کوئی کمنٹس دیں لیکن حضور نے اُن کو بتایا کہ اقلیتی گروپوں کے حقوق کی خلاف ورزی دنیا کے مختلف ممالک میں ہورہی ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام جگہوں پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو روکنے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔ موصوف نے کہا کہ اس لحاظ سے مَیں حضرت اقدس کی عظمت کا قائل ہوگیا ہوں کہ انہوں نے پاکستان کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔

....

7/اکتوبر 2015ء بروز بدھ

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بج کر 45 منٹ پر بیت النور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بارہ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

ملاقاتوں کے دوران پروگرام کے مطابق یہاں کے ایک ریجنل اخبار "De Stentor" کے ایک سینئر جرنلسٹ Jelle Boonstra حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے آئے۔ ان جرنلسٹ کے مضامین اور آرٹیکلز ملک کے نیشنل اخبارات میں بھی شائع ہوتے ہیں۔ اخبار "De Stentor" کی اشاعت ایک لاکھ کے قریب ہے۔

....

نیشنل اخبار "De Stentor" کے جرنلسٹ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو

بارہ بج کر 40 منٹ پر یہ انٹرویو شروع ہوا۔

❁...... جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے یہاں پورا ہفتہ دیا ہے جبکہ یہ چھوٹا سا ملک ہے۔ آپ کا پروگرام کیا ہے اور کیا وجہ ہے کہ آپ نے یہاں زیادہ وقت دیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں یہاں سال میں ایک یا دو مرتبہ آتا ہوں۔ اب یہاں دو سال کے بعد آیا ہوں۔ اب سوال یہ ہونا چاہئے کہ مَیں اتنی دیر سے یہاں کیوں آیا ہوں۔ اس پر جرنلسٹ نے کہا: ہاں یہ بہتر سوال ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ میرے کاموں کے دوسرے شیڈول بھی ہوتے ہیں۔ مصروفیات رہی ہیں جس کے باعث گزشتہ دو سالوں میں نہیں آسکا۔ اب یہاں کمیونٹی نے پارلیمنٹ میں ایک تقریب آرگنائز کی ہے۔ نیز المیرے (Almere) شہر میں مسجد کے سنگ بنیاد کا پروگرام ہے۔ ان دونوں کی وجہ سے یہاں آیا ہوں۔ اس کے علاوہ مَیں اس جگہ کو پسند کرتا ہوں۔ خوبصورت علاقہ ہے اور اچھا ماحول ہے۔ مَیں یہاں کچھ آرام بھی کرتا ہوں۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ جو احمدی لوگ آپ سے ملتے ہیں وہ آپ سے کوئی رہنمائی لینے آتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہاں بعض لوگ مجھ سے رہنمائی بھی لیتے ہیں۔ یہاں ہماری کمیونٹی ابھی چھوٹی ہے۔ پاکستان میں احمدیوں کی پرسیکیوشن کی وجہ سے یہاں نئے لوگ اسائلم سیکرز آئے ہیں۔ یہ لوگ UN ریفیوجی پروگرام کی وجہ سے آرہے ہیں۔ ان کو آج مَیں پہلی دفعہ مل رہا ہوں اور ان سے بات کر رہا ہوں۔ ایک محبّت اور پیار کا تعلق ہے اور جذبات کا تبادلہ ہے۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ مسلمان دنیا میں آجکل کے سیاسی حالات خراب ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ ہم عالمی جنگ کے قریب ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مَیں پہلی دفعہ نہیں بتا رہا۔ کچھ سالوں سے مَیں حالات کا جائزہ لے کر بات کر رہا ہوں۔ بہت ساری وجوہات ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں فساد برپا ہے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ ان مسلمان ممالک کی لیڈرشپ کمزور ہے اور اپنے ملک کے لوگوں کے ساتھ مخلص نہیں ہے۔ لوگوں کے حقوق ادا نہیں ہو رہے جس کی وجہ سے لوگوں کی طرف سے اپنی حکومت کے خلاف ایک ردّعمل ہے۔

پھر دوسری وجہ یہ ہے کہ ان ممالک میں امن قائم کرنے کے حوالہ سے ویسٹرن پاور نے مداخلت کی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے مسلمان دنیا زیادہ انگیخت ہوئی ہے اور اپنی لیڈرشپ کے خلاف ہوئی ہے۔

صدام Regime کے بعد حالات نارمل نہیں ہوئے بلکہ زیادہ خراب سے خراب تر ہوتے چلے گئے۔ اس صورتحال سے مسلمان دنیا زیادہ فرسٹریٹڈ (Frustrated) ہے، مایوسی کا شکار ہوئی ہے کہ شاید مغربی دنیا ہم پر غلبہ پانے کی کوشش کر رہی ہے۔

پھر اس علاقے میں اب سیریا کی صورتحال ہے۔ سیریا کے حالات مزید خراب ہوئے ہیں۔ بہت سی چیزیں ہیں جو حالات کی خرابی کا باعث بن رہی ہیں۔ 2008ء میں جو اکنامک کرائسز ہؤا اس کے اثرات بھی پڑے ہیں اور اس کی وجہ سے حالات مزید بگڑے ہیں۔ اب کئی ممالک میں جنگ کے حالات ہیں۔ عراق، سیریا، یمن میں جنگ کے حالات ہیں۔ اردن (Jordon) بھی محفوظ نہیں ہے۔

اب رشیا اور مغربی طاقتیں مختلف گروپس اور پارٹنرز کی مدد کر رہی ہیں۔ رشیا، سیرین حکومت کی مدد کرنے کے لئے کھل کر آیا ہے اور سیرین حکومت کے مخالف اُن تمام گروپس جن میں I.S. اور رائبلز شامل ہیں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے آیا ہے۔ رشیا نے ان حکومت مخالفین کے ٹھکانوں پر حملہ بھی کیا ہے۔ دوسری طرف امریکہ اس طرح رشیا کی مداخلت کو پسند نہیں کرتا اور امریکہ حکومت سیریا کے مخالف گروپس کی مدد کرتا ہے۔ اب رشیا نے ترکی بارڈر کے قریب ایئر اٹیک کیا ہے جس پر NATO نے رشیا کو سخت الفاظ میں وارننگ دی ہے۔

دوسری طرف بڑی طاقتوں کے بلاکس بن رہے ہیں۔ چائنا نے کہا ہے کہ اگر کوئی کرائسز ہوئے تو وہ رشیا کی مدد کرے گا۔ ان حالات میں عالمی جنگ کا خطرہ ہے۔

❁...... جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ اب حالات کس طرح بہتر ہوسکتے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ عقل اور حکمت سے کام لو۔ فرمایا: مَیں مسلسل وارننگ دے رہا ہوں۔ اب بعض جو چھوٹی حکومتیں ہیں۔ ان کے پاس بھی نیوکلیئر پاور آگیا ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور رشیا جانتے ہیں کہ سرخ بٹن نہیں دبانا اور نیوکلیئر ہتھیار استعمال نہیں کرنا۔ لیکن جو چھوٹی

حکومتیں ہیں وہ اس کو نہ سمجھتی ہیں اور نہ پرواہ کرتی ہیں اس لئے خطرہ زیادہ بڑھ رہا ہے۔

❁......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ اب یورپین ممالک میں سیریا سے ریفیوجی لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ لوگ پریشان ہیں کہ دہشتگرد نہ داخل ہو جائیں۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب سیریا سے مہاجرین آرہے ہیں اور I.S. کے نمائندہ نے یہ بیان دیا ہے کہ ہر پچاس سیرین مہاجرین میں ایک I.S. کا اہم رُکن ہوتا ہے۔ اس طرح اگر یہ بات صحیح ہے تو اُن کی بڑی تعداد آچکی ہوگی اور یہ مغربی دنیا کے لئے ایک بڑا خطرہ ہے۔ ایک آدمی خودکُش حملہ کرکے علاقے کا امن تباہ کرسکتا ہے۔

اب جو دہشتگرد ہیں وہ ان لوگوں کو جو Radicalize ہو رہے ہیں، بتا رہے ہیں کہ اپنے اپنے ملکوں میں رہو، ہم تم کو تمہارے ملکوں میں تیار کریں گے، تمہیں رقم بھی دیں گے اور تمہاری مدد کریں گے۔ اب انٹرنیٹ کے ذریعہ ان افراد کو گھیرا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ شام، عراق جانے کی بجائے اپنے اپنے ممالک میں رہ کر ہی ہمارے ایجنڈے پر کام کرو۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ اگلا حملہ سائبر حملہ ہوگا۔ اب یہ ایک بہت بُرا چکّر چل پڑا ہے اس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ صرف ایک ہی حل ہے کہ اس کو جڑوں سے ختم کیا جائے۔

❁......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ جن مسلمانوں کی اچھی تعلیم ہے، پڑھے لکھے ہیں وہ شدّت پسندی کی طرف جا رہے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انٹرنیٹ بڑا رول ادا کر رہا ہے۔ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ سب انٹرنیٹ کا سسٹم جانتے ہیں کہ کس طرح استعمال کرنا ہے۔ ان کو بتایا جاتا ہے کہ حکومتیں تمہارے حقوق ادا نہیں کر رہیں۔ تم کو پیچھے چھوڑا ہوا ہے۔ تمہارے ساتھی، بھائی بہن دوسرے ممالک میں مشکلات اور مصائب سے دو چار ہیں، تم کیوں ان کی مدد نہیں کرتے۔ تمہارے پاس کوئی ملازمت نہیں ہے، ہم تمہاری مدد کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 2008ء کے اکنامک کرائسز کی وجہ سے قیمتیں بہت زیادہ بڑھی ہیں اور دوسری طرف خریدنے کی طاقت کم ہوئی ہے۔ بینک قرض نہیں دیتے۔ اگر دیتے ہیں تو بڑی شرائط کے ساتھ دیتے ہیں۔ گھر لینا ہے تو ایک بڑی رقم پہلے جمع کرواؤ اس کے بعد قرض ملے گا۔ یہ سب باتیں ان کو ناامید اور مایوس کرتی ہیں۔ یوکے میں 1.8 ملین لوگ ایسے ہیں جن کے پاس کوئی Job نہیں ہے۔ نوجوانوں کو ملازمت نہیں مل رہی۔ یہ سب چیزیں نوجوانوں کو بدل کر رہی ہیں۔

❁......اس پر جرنلسٹ نے یہ سوال کیا کہ کیا یہ برین واشنگ ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ یورپ کے باشندے ڈَچ، جرمن، بیلجیم اور برٹش بھی Radicalize ہو رہے ہیں اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جب یہ I.S. کے ساتھ مل کر لڑنے جاتے ہیں تو زیادہ ظالمانہ طور پر کارروائی کرتے ہیں اور یہ افراد ایشین افراد سے زیادہ سفّاک ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے مقامی لوگوں میں Frustrated ہیں۔

❁......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ تو امن کا پیغام دیتے ہیں۔ قرآن امن کی کتاب ہے۔ قرآن میں لکھا ہے تلوار کا جہاد جائز ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں 190 آیات ہیں جو جہاد کے حوالہ سے ہیں اور بائبل، تورات میں 550 آیات ہیں جو لڑائی کے حوالہ سے ہیں کہ دوسرے کو مارو، لڑائی کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم جب جہاد کا کہتا ہے تو ساتھ اس کی غرض بیان کرتا ہے اور شرائط بھی بیان کرتا ہے کہ کن شرائط کے ساتھ جہاد کیا جاسکتا ہے۔

اب دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مکّہ میں رہے۔ سخت تکالیف اور مصائب اٹھائے لیکن آپ نے کوئی دفاع نہ کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے مدینہ ہجرت کی۔ سال ڈیڑھ سال بعد وہاں مکّہ والوں نے حملہ کیا تب آپؐ کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت دی گئی۔ اور یہ اجازت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر جنگ کی اجازت نہ دی جاتی تو مساجد کے علاوہ گرجے، کلیسا، مندر اور مذاہب کی عبادتگاہیں بھی انتہائی خطرے میں ہوتیں، محفوظ نہ ہوتیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاں طاقت کے استعمال کی اجازت دی وہ صرف اسلام کی حفاظت کی خاطر نہیں دی بلکہ مذہب کی حفاظت اور مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کے لئے عطا فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب اپنے دفاع کے لئے جنگ کی اجازت دی گئی تو بہت ساری شرائط کے ساتھ دی گئی۔ مثلاً قیدیوں کو غلام بنا کر نہ رکھو، ان کو آزاد کرو، ان سے فدیہ (جرمانہ کی رقم) لے کر آزاد کردو۔ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو۔ پادریوں اور مذہبی رہنماؤں کو نہ مارو، عبادتگاہوں کو تباہ نہ کرو، اسی طرح اَور بھی بہت سی شرائط ہیں جنگ کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاء کے زمانہ میں ان سب شرائط کو مدّنظر رکھتے ہوئے جنگیں ہوئیں اور مسلمانوں نے اپنا دفاع کیا اور یہ چیزیں تباہ نہ کی گئیں۔ اب دوسری طرف آجکل یہ دہشتگرد تنظیمیں یزیدیوں پر حملے کر رہے ہیں، اقلیتوں پر حملے کر رہے ہیں اور پرانی مذہبی عمارتوں کو گرا رہے ہیں۔ اگر ایسی عمارتوں کو گرانا جائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء نہ گراتے!؟

پس آج یہ دہشتگرد گروپس جو لڑائی لڑ رہے ہیں اس کا نہ اسلام کے جہاد سے کوئی تعلق ہے اور نہ اسلام کی تعلیم سے کوئی تعلق ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

❁......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ امن کی باتیں کرتے ہیں اور اسلام کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ تبلیغ کرتے ہیں۔ کیا آپ کو مخالفین سے خطرہ ہے؟ آپ بھی نشانہ ہیں اور کیا آپ کو اس سے خوف آتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر مَیں ٹارگٹ ہوں اور مجھے خوف ہے تو پھر مَیں کام جاری نہیں رکھ سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی ٹارگٹ ہے۔ پاکستان میں تو قانون بنا ہوا ہے کہ احمدی نماز نہیں پڑھ سکتے، اپنی مسجدیں نہیں بنا سکتے، مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے، کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ نہیں پڑھ سکتے۔ وہاں ہماری مساجد کو گراتے ہیں۔ مساجد کے میناروں کو گراتے ہیں۔ ہم لوگوں کو گرانے کی اجازت تو نہیں دیتے لیکن اگر حکومت خود گرائے تو پھر ہم روک نہیں سکتے۔

انڈونیشیا میں بھی تین احمدیوں کو بڑی بیدردی سے ظالمانہ طریق پر مارا گیا۔ انڈونیشیا میں بھی ہمارے مخالفین موجود ہیں۔ لیکن ان مخالفتوں سے اور ظلم وستم سے ہمارے کاموں میں فرق نہیں پڑتا۔ ہم اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔ جب ہم میں سے ہر ایک ٹارگٹ ہے تو مجھے ڈرنے کی یا خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب اسلام کی تعلیمات بھلا دی جائیں گی اور اسلام کا صرف نام رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مسیح موعود اور امام مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ ہیں اور آپؑ نے اس کا دعویٰ بھی کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جس مسیح اور مہدیؑ نے مبعوث ہونا تھا وہ آپؑ ہی ہیں۔ آپؑ بھی مخالفین کے ٹارگٹ بنے۔ آپؑ کے خلاف قتل کے منصوبے بنائے گئے۔ قتل کے فتوے دیئے گئے۔ کئی مقدمات آپؑ کے خلاف بنائے گئے۔ بعض مقدمات تو ایسے تھے کہ ان میں سزائے موت ہوسکتی تھی۔ اگر ان سب باتوں کی وجہ سے آپؑ خطرہ محسوس کرتے اور آپؑ کو کوئی خوف ہوتا تو پھر آپؑ کام نہیں کرسکتے تھے۔ لیکن آپؑ نے بلاخوف وخطر اپنے فرائض منصبی ادا کئے اور کسی خطرہ کی کوئی پرواہ نہ کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم اسلام کے وہ سپاہی ہیں جو امن کے قیام کی خاطر لڑتے ہیں۔ اگر سپاہی کو میدانِ جنگ میں مرنے کا خطرہ رہے تو وہ لڑ نہیں سکتا۔ پس ہم نے بھی اگر لڑنا ہے تو موت کے خوف کے بغیر۔ لیکن تلوار کے ساتھ نہیں، کسی اسلحہ کے ساتھ نہیں بلکہ اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم کو لے کر اور اس کو دوسروں تک پہنچا کر امن کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔

❁......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ کو میڈیا میں کم کوریج ملتی ہے۔ جو لوگ نفرت پھیلا رہے ہیں ان کو زیادہ کوریج ملتی ہے۔ اس بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میڈیا تو ایسے آرٹیکل دیتا ہے جو لوگوں کے لئے دلچسپی کا موجب ہوں۔ اگر مسلمانوں کے دس افراد سیریا چلے جائیں اور I.S. کے ساتھ شامل ہوں تو بڑے ہیڈنگ کے ساتھ پورے صفحہ کی خبر دی جاتی ہے اور دوسری طرف جب لاکھوں لوگ امن، محبت و پیار کی تعلیم لئے ہوئے جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں تو آپ اس کی کوئی خبر نہیں دیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ Radicalize ہو رہے ہیں ان سے کئی گنا زیادہ امن کی طرف، اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرف آرہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اگر مَیں ان باتوں سے مایوس ہوتا تو کام نہ کرسکتا۔ ان چیزوں کی وجہ سے خدا کے حضور زیادہ جھکتا ہوں کیونکہ خدا اپنی مخلوق سے محبّت پیدا کرتا ہے۔ خدا نے اس دنیا کو پیدا کیا اور ہم اس کا پیغام آگے پہنچانے والے ہیں۔ خدا اپنے پیغام پہنچانے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ ربّ العالمین ہے اور ساری دنیا کے لئے رحمت بھی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے لئے جو اس کا پیغام پہنچا رہے ہیں رحمت ہے تو وہ کس طرح اپنے ان بندوں کو ہلاک ہونے دے گا۔

حضور انور نے فرمایا: پس خدا تعالیٰ کی طرف جھکو، اپنے فرائض کو ادا کرو اور خدا کے حقوق ادا کرو اور لوگوں کے حقوق ادا کرو اور بنی نوع انسان کی خدمت کرو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے اور وہاں سے آپ نے مسیح اور مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ اکیلے تھے لیکن جب آپؑ کا وصال ہوا تو آپؑ کے پیروکاروں کی تعداد نصف ملین ہوچکی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت 207 ممالک تک پھیل چکی ہے۔ افریقن ممالک میں ہماری تعداد ملینز میں ہے۔ پاکستان میں جہاں ہماری پرسیکیوشن ہو رہی ہے، وہاں بھی ہم ملینز میں ہیں۔ عرب ممالک میں بھی ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ہر سال بڑی تعداد میں عرب لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور جو لوگ دنیا بھر سے جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں وہ ہمارے امن وسلامتی کے پیغام اور پیار ومحبت کے پیغام اور ہمارے اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

❁......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کو قبول کر رہے ہیں کیا وہ دہشتگردی کے ردّعمل کے طور پر قبول کر رہے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں یہ ایک وجہ ہوسکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ بہت سے لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ لوگ ہی اسلام کا سچّا اور حقیقی پیغام دیتے ہیں۔ لوگ امن، محبت، صلح اور احمدیوں کا رویّہ اور تعلیم دیکھ کر بیعت کرتے ہیں۔

❁......جرنلسٹ نے آخری سوال یہ کیا کہ آج آپ نے Almere میں فنکشن کرنا ہے۔ اسلام کے خلاف جو پارٹی ہے ان کی وہاں کافی سپورٹ ہے۔ اس بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید وہاں مخالفت پالیٹیشن کی طرف سے ہے، پبلک کی طرف سے نہیں ہے۔ عوام اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ہم کون ہیں۔

اب سنگ بنیاد کی تقریب میں کچھ الفاظ کہوں گا تو وہ سمجھ جائیں گے کہ ہم کون ہیں۔ ان کو اَور بھی سمجھ آجائے گی جب مَیں ان کو بتاؤں گا کہ مسجد کی حقیقت کیا ہے اور مقصد کیا ہے۔

یہ انٹرویو ایک بج کر 20 منٹ پر ختم ہوا۔ آخر پر جرنلسٹ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

....

فیملی اور انفرادی ملاقاتیں

انٹرویو کے اختتام پر، پروگرام کے مطابق دوبارہ ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج 22 فیملیز اور 20 افراد نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ہر ایک نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بج کر بیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر177)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اگست اور ستمبر 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اسیران کی رہائی کے سامان فرمائے اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

احمدیوں کی مذہبی آزادی سلب کی جارہی ہے

ربوہ: 22/ستمبر کے روز جماعتِ احمدیہ کے نمائندگان کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفتر میں ایک میٹنگ کے لئے مدعو کیا گیا۔ وہاں جا کر انہیں معلوم ہوا کہ انہیں اس لئے بلوا بھیجا ہے کہ لاہور میں کسی شخص نے ہائی کورٹ میں یہ درخواست دائر کی ہے کہ احمدیوں کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنے سے روکا جائے، روزنامہ الفضل کی اشاعت وترویج پر پابندی عائد کی جائے، نیز یہ کہ مطبع ضیاءالاسلام کو سربمہر کردیا جائے۔

جماعتِ احمدیہ کو پاکستان میں پہلے ہی کافی مشکلات کا سامنا ہے۔ اس کی رہی سہی 'مذہبی آزادی' پر عدالتِ عالیہ کے ذریعہ ایک اور پابندی لگا دیا جانا نہایت افسوسناک امر ہے۔ اس رپورٹ میں اس غیر منصفانہ درخواست اور اس پر کیے جانے والے اقدامات پر کچھ روشنی ڈالی جائے گی۔

لاہور کے علاقہ فیصل ٹاؤن کے رہائشی ایک شخص بنام ناصر محمود نے ستمبر 2015ء میں چودہ صفحات پر مشتمل ایک درخواست لاہور ہائی کورٹ میں دائر کی۔ اس میں جن لوگوں کو نامزد کیا گیا ان میں ڈی سی او، ڈی پی او، ایس ایچ او چناب نگر، ایس ایچ او مزنگ لاہور، ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ، ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر دارالضیافت اور اسٹیٹ شامل ہیں۔

اس لمبی چوڑی درخواست میں موجود نکات کا خلاصہ کچھ اس طرح سے ہے:

1۔ احمدی لوگ صرف مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے قربانی کرتے ہیں۔ آئینِ پاکستان کے مطابق انہیں مسلمانوں کی طرح قربانی کرنے کا کوئی حق نہیں۔

2۔ روزنامہ الفضل کی طباعت کو حکومتی نوٹیفیکیشن جاری کردہ 26/نومبر 2011ء اور 25/جون 2014ء کے مطابق ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ لیکن اب تک الفضل بدستور چھپتی اور تقسیم ہوتی ہے۔

3۔ قادیانی لوگ اسی طرح حکومتی احکامات کی نافرمانی کر کے عوام کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ یہ آئین وقانون اور شریعت کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یا تو درخواست دہندہ اصل معاملات سے بہت حد تک لاعلم تھا یا اس نے سچائی، انصاف اور دیانت کے تقاضوں کو پسِ پُشت رکھ کر یہ باتیں کی ہیں۔

1۔ پاکستان کا آئین اور قانون کسی بھی طرح احمدیوں کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنے سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے برعکس ہر فردِ واحد کو اپنے مذہبی طور طریقوں اور عبادات کو آزادانہ طور پر بجالانے کی ضمانت دیتا ہے۔

2۔ جہاں تک روزنامہ الفضل کی خلافِ قانون طباعت کی بات ہے تو اس نوٹیفیکیشن کے خلاف 02/جون 2015ء کو لاہور ہائی کورٹ سے باضابطہ طور پر حکمِ امتناعی حاصل کر کے اس کی اشاعت کو جاری رکھا گیا ہے۔

لہٰذا احمدیوں نے آئین و قانون کی کسی شق کسی تقاضے اور کسی بات کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی کسی شرعی حکم کی حکم عدولی کی۔

ان تمام باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ درخواست دہندہ نے غیر اخلاقی طور پر ایک جھوٹی درخواست عدالت میں دائر کر کے پہلے سے پِسنے والی ایک مسلمان کمیونٹی پر زمین کو مزید تنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس قسم کے لوگ احمدیوں کے بنیادی انسانی حقوق کو جن کی ضمانت آئینِ پاکستان بھی دیتا ہے سلب کرنا چاہتے ہیں۔

بعض اطلاعات کے مطابق اس درخواست دہندہ نے 12/ستمبر کے روز ابتدائی طور پر اس مضمون کی درخواست ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کے نام لکھی تھی۔ جس کے کچھ دیر بعد ہی اس نے یہ درخواست باقاعدہ طور پر ہائی کورٹ میں دائر کردی۔ اس درخواست پر کارروائی کرنے کے لئے عدالتِ عالیہ نے جو تاریخ دی اس پر ربوہ کی پولیس کے نمائندگان کو تو بلوایا گیا تھا لیکن اس میں باقاعدہ طور پر نامزد کیے جانے والے کسی احمدی کو عدالت میں حاضر ہونے کا پروانہ موصول نہیں ہوا۔

اس پیشی پر عدالتِ عالیہ نے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر (DPO) اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (DCO) کو قانون اور آئین کی روشنی میں اس درخواست کے مطابق اقدامات کرنے کے احکامات صادر کیے۔ اس پر ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اور ڈی پی او نے اسی روز لاہور میں پولیس کے مشیرِ قانونی کے شعبہ سے رہنمائی کے لئے میٹنگ کی۔ اور اسی روز انسپکٹر جنرل پولیس کے نام اس مضمون کی درخواست بھجوادی گئی کہ 'اگر احمدی عید کے موقع پر اس عدالتی فیصلہ کے بعد جانوروں کی قربانی کریں تو قانون کے کس سیکشن کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے؟'

ہمارے مطابق اس درخواست میں آئینِ پاکستان کی دفعات کو غلط رنگ دے کر پیش کیا گیا ہے اس لیے اسے فوری طور پر خارج کردینا چاہیے تھا۔

ہائی کورٹس میں پہلے ہی متعدد ایسے کیسز عرصہ دراز سے زیرِ کارروائی ہیں جن کا فیصلہ وقت کی قلّت کے باعث نہیں کیا جاسکا۔ ایک شقی القلب شخص کی ایسی درخواست پر اس قدر جلد فیصلہ آجانا اور فیصلہ بھی ایسا کہ جس کے نتیجہ میں معاشرہ کے صحت مند حصہ کے بنیادی حقوق غصب ہوتے ہوں تعجب کا باعث ہے۔

پاکستان میں عدالتی نظام کے کام کا سب کو اندازہ ہے۔ شاید یہ معاملہ ان معدودے چند معاملات میں سے ایک ہوگا جس پر شخصے کی درخواست پر چند ہی روز میں فیصلہ سنادیا گیا، جس دن فیصلہ سنایا گیا اسی روز وہ متعلقہ ضلعی انتظامیہ تک پہنچادیا گیا اور اسی روز اس پر عملدرآمد کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ اور تو اور اگلی صبح چڑھنے سے قبل اس پر عملدرآمد بھی شروع ہوگیا! لیکن افسوس یہ تمام تر تیزی کسی مظلوم کی داد رسی کرنے میں نہیں بلکہ مظلوم احمدیوں پر مزید ظلم کرنے کے لئے دکھائی گئی۔

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ پولیس کو فیصلہ سننے کے بعد اپنے افسرانِ بالا کو یہ تحریر کرنا پڑا کہ ان کی رہنمائی کی جائے کہ قانون کی کس شق کے تحت اس فیصلہ کے موافق عملدرآمد کرایا جائے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ ایسی کوئی شق قانون میں موجود ہی نہیں جس میں احمدیوں کو قربانی کرنے سے منع کیا گیا ہو۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس درخواست کو قانونی تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے بے بنیاد جان کر داخلِ دفتر کردیا جاتا۔

یہ درست بات ہے کہ حکومتِ پنجاب کی جانب سے روزنامہ الفضل کی اشاعت وترسیل پر پابندی عائد کی گئی تھی۔ لیکن لاہور ہائی کورٹ سے اس نوٹیفیکیشن کے خلاف حکمِ امتناعی حاصل کر کے اس کی اشاعت جاری کردی گئی۔ اس لئے اس درخواست میں اٹھایا جانے والا یہ اعتراض بھی درست ثابت نہ ہوا۔

انگریزی اخبار 'The Express Tribune' میں یہ رپورٹ درج کی گئی کہ جنوبی چھاؤنی کے ڈی ایس پی منصور نے اپنے علاقہ میں احمدیوں کو قربانی کرنے سے روک دیا تا کہ امنِ عامہ میں خلل واقع نہ ہو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پولیس کا یہی کام رہ گیا ہے کہ چند شرّ پسندوں کے ڈر سے شریف النفس اور قانون کی پاسداری کرنے والے امن پسند شہریوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا جائے یا یہ لوگ کبھی ان شریف النفس لوگوں کو آزادانہ طور پر اپنے فرائض کی انجام دہی کرنے میں بھی ممد ومعاون بنیں گے!

ایکسپریس ٹریبیون نے 28/ستمبر کو شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں درج کیا:

'امسال ایسے ہی واقعات کی اطلاعات سنت نگر، ٹاؤن شپ، جنوبی چھاؤنی، مصطفیٰ ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن سے بھی موصول ہوئیں جن میں پولیس نے احمدی مردوں کو ان کے قربانی کے جانوروں سمیت حراست میں لے لیا۔ انہیں یہ تحریر لینے کے بعد جانے کی اجازت دی گئی کہ وہ عید کے دنوں میں قربانی نہیں کریں گے۔'

اہلِ نظر کے سامنے یہ بات ایک سوال کی صورت میں ابھرتا ہے کہ وطنِ عزیز میں مذہبی آزادی کیوں نہیں! نیشنل ایکشن پلان کا اعلان تو کیا گیا، پر عملدرآمد کیوں نہیں کروایا جاتا! سپریم کورٹ کے 19/جون 2014ء کے حکم پر عملدرآمد کیوں نہیں کیا جاتا!

....

احمدی پر تشدّد

ننکانہ صاحب؛ 20/اگست 2015ء: یہاں کے رہائشی ایک احمدی فرحان سلیم ابن ملک محمد سلیم ایک مقامی کوچنگ سنٹر میں سی ایس ایس کی تیاری کے لئے گئے۔ دو شرّ پسند اس کوچنگ سنٹر میں آئے اور 'فرحان قادیانی' کا پوچھنے لگے۔ اس وقت کلاس میں بیس کے قریب طلباء موجود ہوں گے۔ ان شرّ پسندوں نے ان کو پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے کلاس سے باہر لے گئے اور انہیں زدوکوب کرنے لگے۔ فرحان سلیم کے ایک غیر احمدی کلاس فیلو نے ان کو بچانے کی کوشش کی جس پر ان حملہ آوروں نے کہا کہ تم پاگل ہو جو ایک گستاخِ رسول کو بچانے کے لئے آئے ہو۔ فرحان سلیم نے موقع سے فرار اختیار کر کے اپنی جان بچائی۔

بعد میں یہ بھی معلوم ہوا کہ ختمِ نبوّت کی تنظیم سے تعلّق رکھنے والے کچھ شرّ پسندوں نے اس کوچنگ سنٹر میں آکر وہاں کے معلّم کو متنبہ کیا تھا کہ وہ قادیانی فرحان سلیم کو پڑھانے سے باز آجائے اور اس کا یہاں آنا منع کردے ورنہ نتائج اچھے نہ ہوں گے۔

....

کلمہ طیّبہ کی بے حرمتی

کتبہ جوڑا، ضلع قصور؛ 14/ستمبر 2015ء: ایک غیر احمدی وکیل صلاح الدین نے ڈی ایس پی سرکل کو تین احمدیوں کے بارہ میں یہ درخواست جمع کروائی کہ کتبہ جوڑا کے رہائشی امان اللہ سیال، ضیاءاللہ سیال اور مجیب اللہ سیال قادیانی ہیں اور دن رات قادیانیت کی تبلیغ میں سرگرمِ عمل رہتے ہیں۔ اس درخواست میں اس نے یہ بھی استدعا کی کہ اس گاؤں میں قائم شدہ احمدیہ مسجد کے میناروں کو گرایا جائے اور علاقہ میں موجود احمدیوں کے گھروں اور دکانوں پر تحریر شدہ آیاتِ قرآنیہ کو مٹادیا جائے۔

اس پر جماعتِ احمدیہ کے ایک وفد نے ڈی ایس پی سے ملاقات کی۔ ملاقات میں ڈی ایس پی نے اس وفد کے ممبران کو یہ یقین دہانی کروائی کہ وہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کی اجازت نہیں دے گا۔

لیکن 14/ستمبر 2015ء کے روز پانچ پولیس والے کچھ سادہ لباس میں ملبوس لوگوں کے ساتھ اڈا نور پور میں موجود امان اللہ سیال کی دکان پر آئے اور ان کی دوکان کے شٹر سے آیاتِ قرآنیہ کو مٹادیا۔

بعد ازاں یہ لوگ احمدیہ مسجد میں گئے اور اس کے داخلی دروازے پر بنے ہوئے دو چھوٹے چھوٹے مینار گرادئے۔ یہ لوگ اس کے بعد امان اللہ سیال کے گھر گئے اور چھینی اور ہتھوڑے کے ساتھ ان کے گھر کی پانی کی ٹینکی اور گھر کی سامنے والی دیوار پر تحریر کردہ کلمہ کو شہید کردیا اور پانی کی ٹینکی اور گھر کی دیوار سے شہید کیے جانے والے کلمہ طیّبہ کے ٹکڑوں کو اپنے ہمراہ پولیس اسٹیشن لے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

(باقی آئندہ)

....

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی اور بیدار مغزی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8 و 10 اگست 2011ء میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوات میں حکمت عملی اور بیدار مغزی کو آپؐ کی بہترین قیادت اور رہنمائی کی اعلیٰ خصوصیات کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی، قریش کے اُس تجارتی قافلہ کو روکنے کے لئے نکلے جس کا منافع جنگی مقاصد میں استعمال ہونا تھا تو مکّہ سے اُس تجارتی قافلہ کی حفاظت کے لئے آنے والے مسلح لشکر سے میدانِ بدر میں مسلمانوں کا اچانک مقابلہ ہوگیا۔ مسلمان ذہنی طور پر اس کے لئے تیار نہ تھے۔ آنحضورؐ نے ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے مطابق مومنوں کو خوشخبری دی کہ اگر تم میں بیس ثابت قدم رہنے والے ہوئے تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے اور ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوئے تو وہ ایک ہزار پر غالب آئیں گے۔ اس موقع پر مسلمانوں کو دشمن کے مقابلہ پر تیار کرنے کے لئے جو مؤثر خطاب آپؐ نے فرمایا اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران (آیات 125 تا 128) میں فرمایا ہے۔

غزوۂ احد میں بھی رسول اللہؐ نے ایک ماہر قائد کی طرح میدان جنگ میں خود صف بندی کروائی اور میمنہ و میسرہ خود مقرر فرمایا۔ اس کا ذکر بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ الغرض آپؐ نے کمال حکمت سے اپنے کمزور اور تعداد میں کم بے سروسامان ساتھیوں کو ایک طاقتور مسلح قوم کے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور فتح پائی۔ اس میں بے شک اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت بھی شامل تھی۔

دشمن کی خبریں حاصل ہونے کا نظام

جنگ میں دشمن کے منصوبوں سے باخبر ہونا بہترین حکمت عملی ہے جسے بجا طور پر آدھی فتح کہا جاتا ہے۔ غزوۂ بدر میں پڑاؤ کے وقت رسول اللہؐ نے چند اصحاب کو مشرکین کی خبر معلوم کرنے کے لئے بدر کے چشمہ کی جانب بھجوایا۔ یہ صحابہ قریش کے ایک غلام کو پکڑ لائے اور اُس سے پوچھ گچھ شروع کی۔ رسول اللہؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ غلام نے بتایا کہ وہ مکّہ سے آنے والے ابوجہل کے لشکر کے ساتھ تھا اور پانی لینے نکلا ہے۔ مسلمان اس سے بار بار ابوسفیان کے قافلہ کا پوچھتے، وہ کہتا مجھے اس کا علم نہیں۔ جب مارا پیٹا جاتا تو کہتا ''اچھا مَیں بتاتا ہوں''۔ چھوڑنے پر پھر کہہ دیتا کہ مجھے علم نہیں۔ رسول اللہؐ نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ ''جب وہ سچ بولتا ہے تم اسے مارتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہو''۔ پھر آپؐ نے کمال حکمت سے اس سے پوچھا کہ قریش کی تعداد کیا ہے؟ اس نے کہا بہت زیادہ۔ معین تعداد پوچھی تو کہا ''معلوم نہیں۔'' آپؐ نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ کہنے لگا کبھی نو اور کبھی دس۔ آپؐ نے کیا خوب اندازہ فرمایا کہ ''یہ لوگ نوسو سے ایک ہزار تک ہیں''۔ لشکر کی واقعی یہی تعداد تھی۔ پھر آپؐ نے پوچھا لشکر میں کون لوگ شامل ہیں؟ اس نے تمام بڑے بڑے سرداروں کے نام لئے۔ قبل اس کے کہ صحابہؓ ان سورماؤں سے مرعوب ہوتے، رسول اللہؐ نے ایک بات سے ہی سب اثر زائل کرکے ان کے حوصلے بڑھا دیئے۔ آپؐ نے فرمایا: ''لو مکّہ نے اپنے جگر گوشے تمہارے سامنے لا ڈالے ہیں''۔

بدر کے موقع پر اپنے اخفائے اسلام کی وجہ سے حضرت عباسؓ کو بھی کفار مکہ کے لشکر میں مجبوراً شامل ہونا پڑا تھا۔ رسول اللہؐ اس سے بھی باخبر تھے اور آپؐ نے صحابہ کو ہدایت فرمائی کہ بنی ہاشم کے کچھ لوگ بشمول حضرت عباسؓ مجبوراً جنگ کے لئے نکالے گئے ہیں۔ ہمیں اُن سے جنگ کرنے یا مارنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت عباسؓ قید ہوئے تو اُن کے ساتھ تمام قیدیوں کی مشکیں ڈھیلی کرنے اور حضرت عباسؓ کے اقرار اسلام کے باوجود بطور عام قیدی فدیہ وصول کرنے میں بھی یہ حکمت عملی کارفرما تھی کہ ان کے اخفائے اسلام کا راز فاش نہ ہوجائے۔ حضرت عباسؓ کو مکّہ میں رکھنے کی حکمت عملی کی برکت تھی کہ غزوہ احد سے پہلے انہوں نے مکہ سے بنی غفار کے ایک شخص کے ہاتھ خط دے کر رسول اللہؐ کو کفار کے تین ہزار کے لشکر کے حملہ آور ہونے کی فوری اطلاع کروائی تھی۔

اسی طرح غزوہ خیبر میں مسلمانوں کی شکست کی جھوٹی خبر مکہ میں مشہور ہوجانے پر حضرت عباسؓ رسول اللہؐ کی احوال پرسی کے لئے مکہ سے نکل کھڑے ہوئے تھے اور رسول اللہؐ سے ملاقات کرکے خود فتح کی خبر سن کر وہ مطمئن ہوئے بلکہ مال غنیمت سے بھی حصہ پایا۔ پھر فتح مکہ سے قبل مکہ سے نکل کر رسول اللہؐ کے لشکر میں شامل ہوگئے تھے اور آپؐ سے خاتم المہاجرین کا خطاب پایا۔ جس میں اشارہ تھا کہ رسول اللہؐ کے حکم پر ان کا مکہ میں رہ کر مسلمانوں کے مفاد کے لئے خدمات بجالانا دوسروں کی ہجرت سے بڑھ کر ثواب و اجر رکھتا ہے۔

رسول کریمؐ کا فراہمی اطلاعات کا نظام اتنا مکمل تھا کہ غزوۂ احزاب میں مسلمانوں کے حلیف خزاعہ قبیلہ کی طرف سے لشکرِ کفار کی پیشگی اطلاع کے نتیجہ میں ہی مسلمان اپنے دفاع کے لئے بروقت خندق تیار کرسکے تھے۔

غزوۂ خیبر میں بھی دشمن کی اطلاعات حاصل کرنے کے عمدہ انتظام تھے۔ آخری قلعہ کی فتح سے پہلے حضرت عمرؓ کے ذریعہ یہودی جاسوس کی گرفتاری بہت مفید ثابت ہوئی۔ دشمن کا ذخیرہ ختم ہونے اور یہود کی پست ہمتی کی اطلاع سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔

مکہ کی عظیم الشان تاریخی فتح میں بھی کشت وخون سے بچاؤ کا سبب مسلمانوں کے نظام اطلاعات کا مؤثر ہونا اور دشمن کے اطلاعی نظام کا ناقص ہونا تھا۔ دس ہزار کا لشکر مکہ کے سر پر آن پہنچا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔

سپاہیوں کی حوصلہ افزائی اور دلداری

رسول اللہؐ جنگ میں بھی جہاں اپنے صحابہ کی دلداری کا خیال رکھتے تھے، وہاں راہِ خدا میں جان کی قربانی پیش کرنے والوں کا بہت اعزاز فرماتے تاکہ آئندہ قربانی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مہم سے پسپا ہوکر ہمیں واپس مدینہ آنا پڑا۔ فجر کی نماز میں رسول اللہؐ سے ملاقات کرکے ہم نے اپنے کئے پر پشیمانی اور معذرت کا اظہار کیا تو آپؐ نے فرمایا ''تم بھگوڑے نہیں ہو بلکہ تازہ دم ہوکر دشمن پر دوبارہ حملہ کرنے والے ہو''۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے والہانہ طور پر آگے بڑھ کر رسول اللہؐ کے ہاتھوں کو چوم لیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان فرماتے تھے کہ احد کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ''اے سعدؓ! تیر چلاؤ۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں''۔

میدان احد میں تیر بانٹنے والا جب اپنا ترکش لے کر رسول اللہؐ کے پاس سے گزرتا تو آپؐ فرماتے 'ارے! ابوطلحہ کے لئے تیر پھیلا دو۔ یہ ابوطلحہ کی حوصلہ افزائی تھی۔

غزوہ خیبر میں ایک صحابی حضرت عامرؓ یہودی سردار مرحب سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنی ہی تلوار کے کاری زخم سے جانبر نہ ہوسکے۔ اس پر بعض لوگوں نے عامرؓ کی شہادت کو خودکشی گمان کیا۔ عامرؓ کے بھتیجے حضرت سلمہ بن الاکوعؓ لوگوں کے خیال پر بہت غمگین تھے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے بھی یہ کہا غلط کہا ہے۔ عامر کے لئے دوہرا اجر ہے۔ وہ تو جہاد کرنے والا ایک عظیم الشان مجاہد تھا۔

غزوۂ احد میں دُور اندیشی

غزوۂ احد کے موقع پر آپؐ نے ایک طرف مدینہ کو حفاظت کی خاطر اپنے پیچھے رکھا تو دوسری طرف اُحد پہاڑ کی آڑ لے کر اُسے ڈھال بنایا۔ پھر آپؐ کی نظر اس پہاڑی درّے پر پڑی جہاں سے دشمن کے حملے کا خطرہ ہوسکتا تھا۔ آپؐ نے وہاں پچاس تیرانداز حضرت عبداللہؓ بن جُبیر کی سرکردگی میں مقرر فرمائے اور انہیں موقع کی نزاکت دیکھ کر یہاں تک فرمایا کہ ''اگر تم دیکھو کہ پرندے ہماری لاشوں کو اچک رہے ہیں پھر بھی تم نے درّہ نہیں چھوڑنا سوائے اس کے کہ میرا پیغام تمہیں پہنچے''۔ لیکن اس ہدایت کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔

چنانچہ درّہ کو خالی پاکر دشمن نے حملہ کرکے کئی مسلمان شہید کردیئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہؐ کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی تو اس دوران رسول اللہ نے خاموشی کی حکمت عملی اختیار فرمائی تاکہ اسلامی قیادت اور باقی مسلمانوں کی حفاظت کی جاسکے۔ حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے میں نے رسول اللہؐ کو (درّہ میں خود پہنے) پہچان کر کہا: یہ رسول اللہؐ ہیں۔ نبی کریمؐ نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر ازراہ مصلحت اپنی زرّہ مجھے پہنائی اور میری زرّہ خود پہن لی۔ مجھ پر حملہ کرنے والا یہی سمجھتا تھا کہ وہ آپؐ پر حملہ کررہا ہے۔ اس موقع پر جب ابوسفیان نے خوشی کے نعرے لگائے کہ ہم نے محمدؐ کو قتل کردیا، ابوبکرؓ کو قتل کردیا تو رسول اللہؐ نے اسی حکمت عملی کی بِنا پر نعروں کا جواب دینے سے روک دیا۔ البتہ کفار کی مشرکانہ تعلّی کے نعروں کے جواب میں توحید کے نعرے خود لگوائے۔

غزوہ احد سے واپسی پر ابوسفیان کو خیال آیا کہ نہ تو کوئی جنگی قیدی بنایا اور نہ ہی مال غنیمت لوٹا، مکّہ جاکر کیا منہ دکھائیں گے۔ اس نے مدینہ پر دوبارہ حملہ کا ارادہ کیا۔ رسول اللہؐ کو پتہ چلا تو آپؐ نے لشکرِ ابوسفیان کا تعاقب کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اِدھر حالت یہ تھی کہ ستر مسلمان شہید ہوچکے، اکثر زخمی تھے۔ بظاہر ایک جیتے ہوئے لشکر کے تعاقب کا ارادہ مسلمانوں کے لئے بھاری امتحان تھا۔ لوگ متذبذب تھے۔ تب رسول اللہؐ نے اپنے اس عزم کا یوں اظہار فرمایا کہ ''اگر دشمن کے تعاقب کے لئے ایک شخص نے بھی میرا ساتھ نہ دیا تو میں تن تنہا ابوسفیان کے تعاقب کو جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا''۔ اس پر زخموں سے نڈھال صحابہ نے یوں لبیک کہا کہ خدا نے بھی ان کی تعریف کی۔

غزوہ احزاب میں حکمت عملی

5ھ میں یہود کی سازش کے نتیجہ میں ابوسفیان تمام عرب قبائل کے دس ہزار لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ کے لئے چلا تو رسول اللہؐ نے صحابہ سے مشاورت کے بعد حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ کے مطابق خندق تیار کروانے کا فیصلہ فرمایا۔ محدود وقت میں ایک طویل خندق کی کھدائی بہت کٹھن کام تھا۔ لیکن رسول اللہؐ کی فراست و بصیرت اور دعاؤں سے یہ کام آسان ہوگیا۔ آپؐ نے دس دس افراد کی ٹولیوں کے ذمہ 40 فٹ خندق کی کھدائی لگائی اور حوصلہ افزائی کی خاطر خود مٹی ڈھوتے رہے اور فاقہ کی حالت میں بھی رجزیہ اور دعائیہ اشعار پڑھتے ہوئے بظاہر یہ ناممکن کام چھ سے نو دن میں مکمل کر ڈالا۔ جس میں کُل 5544 میٹر طویل اوسطاً 15 فٹ چوڑی اور ساڑھے دس فٹ گہری خندق تیار کرلی گئی۔ اُدھر کفار کے لشکر اس دفعہ مدینہ کو تر نوالہ سمجھتے ہوئے آئے تو اچانک خندق دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اور بالآخر محاصرہ ناکام ہوجانے، غذائی مسائل نیز شدید سردی اور اچانک آندھی وغیرہ کے باعث پسپا ہوکر لَوٹے۔

حفاظت مدینہ اور گشتی دستوں کی حکمت عملی

مسلمانوں کو شمال سے اہل مکہ کے حملہ کا مستقل خطرہ رہتا تھا تو جنوب سے یہودِ خیبر کا۔ شروع میں مدینہ کے نواحی قبائل بھی مسلمانوں کے حلیف نہیں بنے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کو پہرہ کے سخت حفاظتی اقدامات کرنا پڑتے تھے۔ نیز صلح حدیبیہ تک باخبر رہنے اور نواحی قبائل پر اپنے دفاع کی خاطر دھاک بٹھانے کے لئے مختلف اطراف میں مہمات بھجوانے کی ضرورت رہتی تھی۔ خصوصاً ان علاقوں میں جہاں کفار مکہ کے حلیف قبائل آباد تھے۔ تاکہ وہ اپنے علاقہ میں مسلمانوں کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے انہیں چوکس پاکر مدینہ پر حملہ کی جرأت نہ کرسکیں۔ چنانچہ بعض قبائل تو مدینہ کی کھجور کی گُٹھلیاں اپنے گردونواح میں پاکر دفاعی انداز اختیار کرلیتے۔

مسلمانوں کا ایک گشتی دستہ نجد کی مہم سے اپنے مخالف قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کرکے لے آیا۔ اسے مسجد نبوی میں ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ رسول اللہؐ نے ثمامہ سے پوچھا کہ تم سے کیا معاملہ کیا جائے؟ اس نے کہا آپؐ احسان کرنے والے ہیں۔ حسن سلوک کریں گے تو ایک شکرگزار انسان کے ساتھ یہ معاملہ کریں گے اور اگر قتل کریں گے تو میرا قبیلہ انتقام لے گا اور اگر آپؐ کو مجھے چھوڑنے کے عوض کوئی مال چاہئے تو مطالبہ پیش کریں۔

اگلے روز پھر نبی کریمؐ نے اس سے وہی سوال کیا۔ وہ بولا میرا وہی جواب ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں۔ تیسرے روز رسول اللہؐ نے پھر وہی سوال پوچھا۔ وہ کہنے لگا کہ میں جواب دے چکا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بغیر کسی معاوضہ کے اسے آزاد کردیا جائے۔ ثمامہ رسول اللہؐ کے حسن سلوک، مسلمانوں کی پنجوقتہ عبادت، اطاعت اور وحدت کے نظارے دیکھ کر اس قدر متاثر ہوچکا تھا کہ آزاد ہوتے ہی قریب کے نخلستان میں گیا، غسل کرکے واپس مسجد نبوی میں آیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔ پھر کہنے لگا ''اے محمدؐ! آپؐ کا چہرہ روئے زمین پر میرے لئے سب سے زیادہ قابل نفرت تھا مگر آج آپؐ مجھے دنیا میں سب سے پیارے ہیں۔ خدا کی قسم کوئی مذہب مجھے آپؐ کے مذہب سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھا مگر آج آپؐ کا دین اسلام مجھے تمام دینوں سے زیادہ پیارا ہوچکا ہے۔ خدا کی قسم کوئی شہر آپؐ کے شہر سے زیادہ میرے لئے قابل نفرت نہ تھا۔ مگر آج آپؐ کا شہر مجھے سب سے زیادہ محبوب ہوچکا ہے۔ آپؐ کے دستہ نے جب مجھے گرفتار کیا تو میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے؟'' نبی کریمؐ نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے ارادہ پورا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ وہ مکہ پہنچے۔ کسی نے کہہ دیا تم بھی صابی ہوگئے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں میں مسلمان ہوکر محمد رسول اللہؐ

پر ایمان لایا ہوں اور کان کھول کر سن لو! خدا کی قسم تمہارے پاس میرے علاقہ یمامہ سے غلّہ کا ایک دانہ نہیں آئے گا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت عطا نہ فرمائیں۔ بعد میں کفار قریش نے رسولؐ اللہ کی سفارش کروائی تو ثمامہ نے ان کا غلہ کھول دیا۔

واقعہ افک میں فراست وبصیرت

رسولؐ اللہ کی ذات پر آنے والے ایک شدید ابتلاء میں آپؐ کی حکمت ودانش اور فراست وبصیرت کے اظہار کیسے ہوتا ہے۔ غزوۂ بنومصطلق سے واپسی پر ایک پڑاؤ میں حضرت عائشہؓ علی الصبح قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئیں تو ان کے گلے کا ہار کہیں کھو گیا جس کی تلاش میں اتنی دیر ہوگئی کہ قافلہ کے لوگ (یہ خیال کر کے کہ حضرت عائشہؓ اپنے ہودج میں ہیں) ہودج اونٹ پر رکھ کر روانہ ہوگئے۔ حضرت عائشہؓ بعد میں ایک صحابی صفوانؓ (جن کی قافلے کے پیچھے نگرانی کرتے ہوئے آنے کی ڈیوٹی تھی) کے ساتھ دوپہر کو قافلہ سے آملیں۔ عبداللہ بن ابی کو اپنی بدطینتی سے بدگمانی کا موقع مل گیا اور اس نے حضرت عائشہؓ پر الزام تراشی شروع کردی۔ کئی دیگر سادہ لوح بھی اس رَو میں بہ گئے۔ اس تمام عرصہ میں رسولؐ اللہ نے اشتعال میں آکر اپنی معصوم بیوی پر الزام لگانے والوں کے خلاف کوئی اقدام کیا اور نہ ہی حضرت عائشہؓ سے کوئی استفسار کیا۔ حالانکہ صورتحال کی نزاکت اور ناموس رسولؐ کی خاطر بعض اصحاب حضرت عائشہؓ کو طلاق دینے کا مشورہ دے چکے تھے۔

پھر جب اس تکلیف دہ الزام تراشی کا طوفان بدتمیزی اپنی حدوں کو پھلانگنے لگا تو کمال عدل اور دُور اندیشی سے اس بارہ میں گھریلو سطح پر اپنی تسلّی کی کوشش کی اور امّ المومنین حضرت زینبؓ اور اپنے قریب ترین افراد خانہ حضرت علیؓ اور حضرت اسامہؓ سے مشاورت کے بعد بغرض اطمینان حضرت عائشہؓ کے بارہ میں ان کی خادمہ بریرہؓ سے بھی رائے لی۔ سب نے عائشہؓ کی صفائی پیش کرتے ہوئے براءت کا اظہار کیا۔ مگر وحی میں تاخیر باعث پریشانی تھی۔ رسولؐ اللہ نے حکمت کے تقاضا اور وقت کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے تکلیف میں مبتلا اپنے صحابہ کو اکٹھا کر کے یہ ظاہر فرمادیا کہ یہ سب عبداللہ بن ابی کی سازش ہے اور فرمایا کہ اس شخص (عبداللہ بن ابی) کو لگام دینے کے بارہ میں کون میرا عذر قبول کرے گا جس نے میری اہلیہ کے بارہ میں مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ جہاں تک میرے اہل کا تعلق ہے ان کے بارہ میں سوائے خیر و بھلائی کے کچھ ثابت نہیں ہوا اور جس شخص صفوان کے بارہ میں الزام لگایا گیا ہے اس کے بارے میں بھی سوائے خیر و بھلائی کے کچھ نہیں وہ ہمارے گھر میری موجودگی کے سوا کبھی آیا تک نہیں۔ رسولؐ اللہ کا یہ اظہار ایسا مؤثر تھا کہ اسے سن کر سردارِ اوس حضرت سعدؓ نے طبعی جوش سے فتنہ کے بانی عبداللہ بن ابی کے قتل کی اجازت چاہی تو اس کے قبیلہ خزرج کے سردار نے قبائلی عصبیت سے مشتعل ہوکر جواب دیا تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ قریب تھا کہ دونوں قبائل کی قدیم عداوت کی چنگاری پھر بھڑک اُٹھتی کہ رسول اللہ نے کمال حکمت سے اس صورتحال کو احسن رنگ میں سنبھال لیا۔

پھر ایک ماہ گزر جانے کے بعد رسولؐ اللہ نے حضرت عائشہؓ سے پہلی اور آخری دفعہ کھول کر یہ اظہار فرمایا کہ اگر تو آپؓ واقعی اس الزام سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری بریت ظاہر فرمائے گا اور اگر کسی غلطی کا ارتکاب ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر توبہ کرنی چاہئے کہ وہی ہے جو بندہ کے اعتراف گناہ اور توبہ کے بعد رجوع برحمت ہوتا ہے۔ یہ بات پاک دامن حضرت عائشہؓ کے لئے پہلے صدمہ سے بڑھ کر تھی مگر اپنی کم سنی کے باوجود انہوں نے کمال فراست سے جواب دیا کہ مذکورہ الزام سن سن کر آپ لوگوں کے ذہن میں اتنا جم چکا ہے کہ میرے انکار پر میری بریت کوئی نہیں مانے گا۔ پس میرے لئے حضرت یعقوبؑ کی طرح صبر جمیل کے سوا کوئی چارہ نہیں اور مجھے یقین ہے کہ میرا ربّ ضرور میری بریت فرمائے گا۔

اس کے تھوڑی ہی دیر بعد رسولؐ اللہ پر سورۃ نور کی وہ آیات اتریں جن میں حضرت عائشہؓ کی بریت کا ذکر تھا۔ یوں ایک خطرناک فتنہ کا خاتمہ ہوا اور حکم الٰہی کے مطابق جھوٹی الزام تراشی کرنے والوں کو کوڑوں کی سزا دی گئی۔

صلح حدیبیہ میں بیدار مغزی

جنگ بدر، احد اور احزاب میں اپنے مجموعی مالی و جانی نقصان کے علاوہ تجارت کے متأثر ہونے کے بعد اہل مکہ معاشی لحاظ سے بہت کمزور ہوچکے تھے۔ خصوصاً ملک شام سے ان کی تجارت بے حد متاثر ہوئی تھی جس کے راستہ میں مدینہ پڑتا تھا۔ رسولؐ اللہ کی فراست وبصیرت ان کی اس کمزوری کو بھانپ چکی تھی۔ چنانچہ جب 6ھ میں رسولؐ اللہ نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ آپؐ اپنے صحابہ کے ساتھ طواف بیت اللہ کر رہے ہیں تو بظاہر وہاں ایسے دشمن کی موجودگی کے باوجود جنہوں نے مسلمانوں کے حج وعمرہ پر پابندی عائد کر رکھی تھی، آپؐ بے دھڑک عازمِ بیت اللہ ہوئے۔ چودہ سو صحابہ امن کی علامت کے طور پر تلواریں میان میں لئے ہمراہ تھے۔ یہ قافلہ حدیبیہ کے مقام پر روک دیا گیا۔ آپؐ نے شروع میں ہی واضح فرمادیا کہ صلح کی خاطر اہل مکہ جو لائحہ عمل بھی پیش کریں گے ہم اسے قبول کریں گے اور پھر قریش کے ایلچیوں کی سخت شرائط کے باوجود آپؐ اپنے اس مؤقف پر آخر دم تک ڈٹے رہے۔ قریش نے اپنی انا کی خاطر آئندہ سال عمرہ کرنے کی تجویز دی تو آپؐ نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو بطور سفیر مکّہ بھجوایا تاکہ وہ اپنے اثر ورسوخ سے اسی سال عمرہ کے لئے کوئی راہ تلاش کریں۔ جب مذاکرات طویل ہوگئے تو مسلمانوں میں اُن کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں کے جذبات سخت تلاطم میں تھے۔ سفیر کی حفاظت و احترام کا مسئلہ اپنی جگہ اہم تھا۔ رسولؐ اللہ نے ایک بہترین قائد کی طرح صحابہ کے ان جذبات کو ایک نئی سمت دیتے ہوئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنے اور ہر حال میں اطاعت کے لئے موت پر بیعت لی کہ جان دے دیں گے مگر حضرت عثمانؓ کا بدلہ لئے بغیر یہاں سے نہ ٹلیں گے۔ مسلمانوں کے اخلاص و وفا کی بِنا پر یہ واقعہ بیعت رضوان سے معروف ہے جس نے کفار پر ایسا رعب پیدا کردیا کہ انہوں نے صلح کرنے میں ہی عافیت جانی۔

جب مشرکوں کا سردار سہیل بن عمرو بطور ایلچی شرائطِ صلح طے کرنے پہنچا تو قدم قدم کفار مکہ کی انا صلح میں روک بن کر آڑے آتی تھی لیکن رسولؐ اللہ کی فراست وبصیرت اس گتھی کو سلجھانے میں کامیاب ہوجاتی۔ آپ نے صلح کی خاطر کفار کے اصرار پر بسم اللہ کے ساتھ رحمان ورحیم نہ لکھنے پر اتفاق کیا، محمد رسول اللہ کی بجائے محمدؐ بن عبداللہ لکھنا قبول فرمایا۔ مگر جب سہیل کے مسلمان بیٹے ابوجندلؓ (جو مسلمان ہونے کے جرم میں مکّہ میں قید تھے اور زنجیریں توڑ کر حدیبیہ پہنچے تھے) کی مکہ واپسی پر اصرار ہوا۔ جبکہ ابوجندل دہائی دے رہا تھا کہ مسلمانو! کیا مجھے اس حال میں چھوڑ جاؤ گے (حالانکہ مکہ سے آنے والے مسلمانوں کو واپس لوٹانے کی شرط ابھی طے نہ پائی تھی) تو اس رقّت آمیز منظر سے صحابہ کے دل زخمی اور جگر پارہ پارہ تھے۔ اس وقت وہ تازہ عہد اطاعت ہی ان کو سنبھال رہا تھا۔ پھر جب معاہدہ طے ہوجانے کے بعد رسولؐ اللہ نے صحابہ سے فرمایا کہ اب اپنی قربانیاں میدان حدیبیہ میں ہی ذبح کر ڈالو تو غم سے نڈھال صحابہ بے حس وحرکت کھڑے رہے۔ رسولؐ خدا نے تین مرتبہ اپنا حکم دہرایا کہ اپنی قربانیاں ذبح کردو مگر کسی کو اس کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر جونہی رسولؐ اللہ نے حضرت امّ سلمہؓ کے مشورہ پر اپنی قربانی ذبح کر ڈالی تو صحابہ بھی دھڑا دھڑ قربانیاں ذبح کرنے لگے۔

بعد کے واقعات نے ثابت کیا کہ حدیبیہ واقعی مسلمانوں کے لئے فتح مبین تھی۔ چنانچہ معاہدہ کے نتیجہ میں شمال کی جانب سے مسلمانوں کو امن ہوا تو تھوڑے ہی عرصہ بعد جنوب میں مقیم دشمن یعنی یہود خیبر سے نپٹنا بھی آسان ہوگیا۔ پھر اس شرط کی وجہ سے کہ مکّہ سے کوئی مسلمان بھاگ کر مدینہ نہیں آسکتا تو مکہ سے بھاگ کر آنے والے حضرت ابوبصیرؓ نے مدینہ کی بجائے کچھ فاصلے پر اپنا ڈیرہ جما کر مکہ کے کمزور مسلمانوں کو جمع ہونے کا موقع بہم پہنچادیا اور کفار مکہ کے شام کے راستے میں ایک اور خطرہ پیدا کردیا۔ اس معاہدہ کی ایک اور کامیابی تبلیغی خطوط کے ذریعہ مختلف قبائل اور بادشاہوں سے تبلیغی رابطے ہیں۔ چوتھی بڑی کامیابی اس وقت ہوئی جب قریش کی عہدشکنی پر گرفت کرنے کے لئے رسولؐ اللہ مدینہ سے نکلے اور بالآخر مکہ فتح ہوا۔

غزوات میں خاموش پیش قدمی

مدینہ سے جلاوطنی کے بعد یہود، خیبر میں مضبوط مرکز بناکر مدینہ پر حملہ کی دھمکیاں دینے لگے تھے۔ چنانچہ حکمت کے تقاضا کے پیش نظر رسول اللہ نے اُن کی طرف پیش قدمی اس قدر خاموشی سے کی کہ یہود کے حلیف قبائل بھی ان کی مدد کو نہ پہنچ سکے۔ آپؐ ایک ماہر رہنمائے سفر کے ذریعہ تین ہزار کے لشکر کے ساتھ قریباً ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ تین راتوں کے مسلسل تھکا دینے والے سفر میں طے کر کے علی الصبح خیبر پہنچے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنی منزل پالینے کی خوشی میں نعرے بلند کرنے شروع کئے تو یہ شور خلاف مصلحت تھا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ نعرے تو ذکر الٰہی کے کلمے ہیں اور جس ہستی کو تم پکارتے ہو وہ نہ تو بہرہ ہے نہ غائب بلکہ وہ خوب سنتا ہے۔

خیبر میں پڑاؤ کرتے ہوئے دوسری حکمت عملی آپؐ نے یہ اختیار فرمائی کہ لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے قلعہ ہائے خیبر کے سامنے میدان میں اس طرح پھیلا دیا کہ سرسری نگاہ میں وہ ایک لشکر جرار نظر آتا تھا۔ اس حکمت عملی سے حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی۔ صبح جب یہودی اطمینان سے معمول کی کھیتی باڑی اور کام کاج کے لئے باہر نکلنے لگے تو اچانک چاروں طرف مسلمانوں کے پھیلے ہوئے لشکر کو دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے۔ مدینہ سے منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے یہود کو مٹھی بھر مسلمانوں کے خیبر پر چڑھائی کرنے کی اطلاع کی تھی لیکن اتنا بڑا لشکر دیکھ کر وہ واپس قلعوں کی طرف دوڑے۔ اور باہر میدان میں نکل کر مقابلہ کی جرأت بھی نہ کی۔ رسول اللہ یکے بعد دیگرے قلعہ ہائے خیبر فتح کرتے چلے گئے اور یہود کو ایک کے بعد دوسرے قلعہ میں محصور ہونا پڑا۔ آخری قلعہ میں یہود نے اپنا پورا زور لگادیا تو اس کی فتح میں مشکل ہوئی۔ آپؐ نے دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اپنے لشکر کے حوصلے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ذریعہ خیبر کی فتح مکمل ہوجائے گی۔ اگلے روز آپؐ نے حضرت علیؓ کو علمِ جنگ عطا کیا اور ان کی قیادت میں مسلمانوں نے آخری قلعہ بھی فتح کرلیا۔

فتح مکّہ میں فراست مندانہ اقدام

رسولؐ اللہ نے تمام غزوات میں نقل و حرکت کی رازداری قائم رکھنے کے اصول سے بہت فائدہ اٹھایا۔ سفر خیبر کی طرح فتح مکہ کے سفر میں بھی رازداری کی حکمت عملی کا مقصد اہل مکہ کو تیاری موقع نہ دے کر انہیں کشت وخون سے بچانا تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حکمت کی بِنا پر نواحِ مدینہ میں یہ پیغام بھجوایا کہ اس دفعہ کا رمضان مدینہ میں گزاریں اور اہل مدینہ کو سفر کی تیاری کی ہدایت فرمائی۔ لیکن یہ ظاہر نہ فرمایا کہ کہاں کا قصد ہے۔

مدینہ سے مکہ کے تین سو میل کے فاصلہ کے درمیان قریش کے جاسوسوں اور حلیف قبائل کی موجودگی میں ایک لشکر جرار کی تیاری اور نقل وحرکت کی رازداری کو قائم رکھنا بظاہر ایک انہونی سی بات لگتی ہے۔ مگر رسولؐ خدا نے اس مقصد کے لئے تدبیر یہ فرمائی کہ مدینہ سے مکّہ جانے والے تمام رستوں پر پہرے بٹھادیئے۔ الغرض دس ہزار کا لشکر تیار ہوگیا مگر کسی سپاہی کو منزل کی خبر نہ تھی۔ ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ کا قریش کو مدینہ کی ایک مغنّیہ کے ذریعہ بھجوایا جانے والا اطلاعی خط جب پکڑا گیا تو اس میں بھی یہی لکھا تھا کہ رسولؐ اللہ کا لشکر روانہ ہونے کو ہے معلوم نہیں کہاں کا قصد ہے۔ پھر لشکر نے کُوچ کیا تو بجائے سیدھے مکہ کی سمت روانہ ہونے کے آپ دوسری جانب رُخ کر کے نکلے اور مکہ جانے والے عام راستہ کو چھوڑ کر نہایت تیزی سے سفر کرتے ہوئے مکّہ کے عین سر پر پہنچ گئے اور اہل مکہ کو کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی۔ اور وہاں مرّ الظہر ان کے وسیع میدان میں آپؐ نے جنگی حکمت عملی کا ایک اَور حیرت انگیز منصوبہ بنایا اور صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ مختلف ٹیلوں پر بکھر جائیں اور ہر شخص آگ کا ایک الاؤ روشن کرے۔ اس طرح اس رات دس ہزار آگیں روشن ہوکر ایک پُرشکوہ اور ہیبت ناک منظر پیش کرنے لگیں۔ (عربوں کے عام دستور کے مطابق دس آدمی اپنی ایک آگ روشن کیا کرتے تھے۔) اُس رات قریش کے سردار گشت پر نکلے تو حیران رہ گئے کیونکہ اتنی بڑی تعداد کا لشکر کسی عرب قبیلہ میں موجود نہ ہوسکتا تھا اور لشکر اسلام کی ایسی اچانک آمد ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔

اگلے دن اسلامی لشکر مکّہ کی جانب چلا تو رسول اللہ کی ایک اَور حکمت عملی کے تحت ابوسفیان کو ایک بلند جگہ سے لشکر کی شان وشوکت کا نظارہ کرایا جارہا تھا تاکہ وہ مرعوب ہوکر حق قبول کرلے۔ جب انصاری سردار سعد بن عبادہؓ اپنا دستہ لے کر ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو جوش میں آکر کہہ گئے: آج جنگ وجدال کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت کا بھی لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ ابوسفیان کی شکایت پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس کمانڈر کو (جو ایک طاقتور قبائلی سردار تھا) معزول کردیا کہ اس نے حرمتِ کعبہ کے بارے میں ایک ناحق بات کہی تھی۔ ساتھ ہی کمال حکمت سے یہ حکم فرمایا کہ سالارِ فوج سعدؓ کے بیٹے قیس بن سعدؓ کو مقرر کیا جاتا ہے۔ اور یوں ہر قبائلی خلفشار کی پیش بندی بھی فرمادی۔

فتح مکہ پر دلوں کی فتح اور بلالؓ کا انتقام

فتح مکہ کے دن رسول کریمؐ نے اپنے غلام بلالؓ کا انتقام لینا بھی ضروری سمجھا چنانچہ آپؐ نے غلام کو سردار مکہ کے برابر کھڑا کردیا اور ابوسفیان کے گھر میں امان کی منادی کے ساتھ یہ اعلان بھی کروایا کہ جو بلالؓ کے جھنڈے نیچے آگیا اسے بھی امان ہوگی۔

آپؐ نے اپنے جانی دشمنوں کے لئے بھی عام معافی کا اعلان کر کے ان کے دل جیتنے کی راہ نکال لی۔ مکّہ کی حقیقی فتح تو دراصل آپؐ کے خلق عظیم کی فتح تھی کہ کفار نے بھی آپؐ کے اس سوال پر کہ تم سے کیا سلوک کیا جائے یہی کہا کہ ہمیں آپ سے نیک سلوک کی امید ہے۔ چنانچہ رحمۃٌ للعالمینؐ نے اُن کی توقعات سے کہیں بڑھ کر عفو عام کے نتیجہ میں اہلِ مکّہ کے دلوں پر بھی فتح حاصل کرلی۔ جیسا کہ سرولیم میور کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ''محمدؐ نے جلد ہی اس کا انعام بھی پالیا اور وہ یوں کہ آپؐ کے وطن کی ساری آبادی صدق دل سے آپؐ کے ساتھ ہوگئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم چند ہفتوں میں دو ہزار مکہ کے باسیوں کو مسلمانوں کی طرف سے (حنین میں) لڑائی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں''۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
November 06, 2015 – November 12, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday November 06, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 10-19 with Urdu translation.
00:35	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'Arrogance'.
00:50	Yassarnal Quran: Lesson no. 31.
01:10	Inauguration Of Baitul Ata Mosque
02:25	Spanish Service: Programme no. 10.
03:00	Pushto Muzakarah: Programme no. 112.
03:50	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Baqarah verses 128 – 140. Class no. 15, recorded on November 02, 1994.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 198.
06:00	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 20-32 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'significance of the Holy Quran'.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 32.
06:50	Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque: Recorded on March 18, 2012.
08:10	Dars-e-Malfoozat
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on October 31, 2015.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 75.
11:30	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 23-38.
11:45	Seerat-un-Nabi: The topic of 'forgiveness'.
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondhane
15:40	Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 49.
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque [R]
19:45	Attractions Of Canada
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday November 07, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Yassarnal Quran
00:50	Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque
02:10	Friday Sermon: Recorded on November 6, 2015.
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 199.
06:00	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 33-45 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words: Programme no. 20.
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 07.
06:40	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on August 16, 2009.
08:30	International Jama'at News
09:00	Story Time: Programme no. 42.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on October 25, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 39-61.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Interview
16:00	Live Rah-e-Huda
17:45	Live Al-Hiwar-Ul-Mubashir: An Arabic discussion programme.
19:50	World News
20:10	Jalsa Salana Germany Address [R]
21:10	Rah-e-Huda [R]
22:40	Story Time [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday November 08, 2015

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana Germany Address
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on November 6, 2015.
04:00	Interview
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 200.
06:05	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 46-56 with Urdu translation.
06:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 32.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau: Rec. October 31, 2013.
07:40	Faith Matters: Programme no. 180.
08:45	Question And Answer Session: Recorded on March 19, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on July 18, 2014.
12:10	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 62-77.
12:30	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:40	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:15	Shotter Shondhane
15:25	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
16:00	Ashab-e-Ahmad
16:30	Tehrik-e-Jadid
16:55	Kids Time: Programme no. 24.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:00	Tehrik-e-Jadid
19:30	Beacon Of Truth
20:45	Philosophy Of The Teachings Of Islam: Programme no. 2.
21:10	Ashab-e-Ahmad
22:00	Friday Sermon [R]
23:05	Question And Answer Session [R]

Monday November 09, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Yassarnal Quran
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau
02:15	Philosophy Of The Teachings Of Islam
02:45	Ashab-e-Ahmad
03:20	Friday Sermon: Recorded on November 6, 2015.
04:30	Tehrik-e-Jadid
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 201.
06:00	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 57-65 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 07.
07:05	Huzoor's Jalsa Salana Address: An address delivered on May 19, 2012 to the dutch guests on the occasion of Jalsa Salana Holland.
08:00	International Jama'at News
08:30	Marhum-e-Isa
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on September 05, 1997.
10:10	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on June 12, 2015.
11:05	Mosha'aira
12:05	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 78-90.
12:15	Dars-e-Malfoozat: The topic of 'suspicion'.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 18, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Mosha'aira
15:55	Rah-e-Huda: Recorded on November 07, 2015.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:15	Dars-e-Malfoozat [R]
19:25	Somali Service: Programme no. 24.
19:55	Marhum-e-Isa
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:05	Mosha'aira [R]

Tuesday November 10, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Huzoor's Jalsa Salana Address
02:15	Kids Time
02:50	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
03:10	Friday Sermon: Recorded on December 18, 2009.
04:20	Medical Matters
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 202.
06:00	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 66-77 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 33.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on october 31, 2013 in New Zealand.
07:30	Pakistan In Perspective: Programme no. 05.
08:00	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 16.
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on November 26, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on November 06, 2015.
12:05	Tilawat: An-Nahl, verses 91-111.
12:15	Dars Majmooa Ishtehara'at [R]
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 180.
14:00	Bangla Shromprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 14.
15:45	Aao Urdu Seekhain [R]
16:15	Pakistan In Perspective [R]
17:00	Sidq Se Meri Taraf Aao: Programme no. 2.
17:40	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:00	Noor-e-Mustafwi: Programme no. 38.
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on November 06, 2015.
20:30	Aao Urdu Seekhain
21:00	Australian Service
21:30	Pakistan In Perspective
22:00	Faith Matters [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday November 11, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:25	Dars Majmooa Ishteharaat
01:00	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau
01:50	Sidq Se Meri Taraf Aao
02:15	Aao Urdu Seekhain
02:30	Pakistan In Perspective
03:05	Story Time: Programme no. 42.
03:30	Australian Service
04:15	Noor-e-Mustafwi
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 203.
06:00	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 78-89 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: Programme no. 03.
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 07.
07:00	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya UK
09:00	Question And Answer Session: Recorded on October 25, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on November 06, 2015.
12:10	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 112-129.
12:25	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on December 18, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar: Programme no. 74.
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 74
15:45	Kids Time: Programme no. 24
16:25	Faith Matters: Programme no. 179.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya UK
20:15	French Service: Programme no. 26.
21:15	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:50	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan

Thursday November 12, 2015

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:55	Al Tarteel
01:25	Ijtema Khuddamul Ahmadiyya UK
03:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
04:00	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 204.
06:05	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 90-99 with Urdu translation.
06:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 33.
06:35	Huzoor's Address At Military Headquarters In Germany
07:50	Beacon Of Truth: Recorded on November 8, 2015.
08:55	Tarjamatul Quran Class: Surah Al- Baqarah verses 141-148, recorded on November 03, 1994
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:05	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 1-15.
12:20	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'Patience'.
12:35	Yassarnal Quran [R]
12:55	Beacon Of Truth [R]
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on November 06, 2015.
15:05	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 16.
15:25	Masih Hindustan Main: Programme no. 14.
16:00	Persian Service: Programme no. 2.
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:15	Huzoor's Address At Military Headquarters In Germany [R]
19:30	German Service: Recorded on November 12, 2015.
20:35	Faith Matters: Programme no. 179.
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
22:50	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 Friday 06 November , 2015 Issue No. 45

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

....

﴿کانگو (وسطی افریقہ)﴾

کانگو کنشا سا کے شہر ککوت(Kikwit) میں مسجد بیت الواحد کا افتتاح

مکرم حافظ مزمّل شاہد صاحب مبلغ سلسلہ باندودو نے اپنی مرسلہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ صوبہ باندوندو کا سب سے بڑا شہر ککوت (Kikwit) کونگو کے دارالحکومت کنشا سا سے پانچ صد پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اورسن 2000ء میں یہاں احمدیت کا پیغام پہنچا۔ مخالفین نے 2005ء میں ایک احمدی خادم مکرم ابراہیم Koluta صاحب کو صرف مذہبی منافرت کی وجہ سے شہید کر دیا تھا۔ اور مخالفین کی مسلسل کوشش رہی ہے کہ اس شہر میں جماعت کے قدم نہ جم پائیں۔ گزشتہ سال ایک مخلص احمدی مکرم افتخار احمد صاحب نے کونگو میں مسجد کی تعمیر کے لئے رقم دینے کا وعدہ کیا۔ شہر میں داخل ہونے والی واحد سڑک کے ساتھ تقریباً دو کنال کا پلاٹ ملا۔ زمین کی خرید اور مسجد کی تعمیر پر کُل بائیس ہزار ڈالرز کا خرچ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مکرم افتخار احمد صاحب کو اس کی بہترین جزا دے۔

تقریب سنگ بنیاد

مسجد کا سنگ بنیاد یکم نومبر 2014ء کو رکھا گیا۔ اس موقع پر جماعتی ہیڈ کوارٹرز کنشا سا سے مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر ومشنری انچارج کونگو جماعتی وفد کے ساتھ تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم ونظم کے بعد جماعت کا مختصر تعارف کروایا گیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے مسجد کے متعلق ہمسایوں اور دیگر احباب کے تحفظات کا ازالہ کیا اور بتایا کہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی مساجد عافیت کے مقام ہیں۔ یہ مسجد بھی معاشرے میں امن کی جگہ ہوگی۔ اس کے بعد سنگ بنیاد رکھا گیا۔

تقریب سنگ بنیاد کے موقع پر مکرم امیر جماعت کونگو اور نائب کور کمانڈر صاحب کا انٹرویو مقامی میڈیا نے لیا جو اسی روز نشر ہوا۔

مسجد کی تعمیر

مسجد کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز 2 جنوری 2015ء کو کیا گیا۔ مسجد کے مسقّف حصہ میں تقریباً ایک سو ستّر افراد نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر صحن کے پختہ حصے کو بھی شامل کیا جائے تو یہ تعداد دو صد پچاس تک پہنچ جاتی ہے۔

مسجد بیت الواحد ککوت (Kikwit)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شہر میں یہ مسجد اپنی وسعت اور خوبصورتی کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کھینچنے والی مسجد ہے اور مسجد کے خوبصورت مینار شہر میں داخل ہونے والوں کا استقبال کرتے ہیں۔

افتتاحی تقریب

مسجد بیت الواحد کی افتتاحی تقریب 31/جولائی 2015ء بروز جمعۃ المبارک منعقد کی گئی۔ مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر ومشنری انچارج کونگو نے جمعہ پڑھایا۔ نماز جمعہ کے بعد تین بجے سہ پہر امیر صاحب نے افتتاحی فیتہ کاٹ کر دعا کروائی۔ اس کے بعد تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم داؤد Mgunza صاحب صدر جماعت لِکوِت نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مکرم ادریس Mpati صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں مسجد کی تعمیر کی رپورٹ مکرم ہارون نکونگولو صاحب لوکل مبلغ نے پیش کی۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے معاشرے میں مسجد کی ضرورت، اہمیت اور کردار پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مساجد بنائی جاتی ہیں اور اس مسجد میں سب بلا تفریق مذہب وملت عبادت کے لئے آ سکتے ہیں۔ یہ مسجد معاشرے میں امن وسلامتی کا نشان ہوگی۔ شہر کے حکام بے فکر ہو جائیں کیونکہ اس مسجد میں کبھی فتنہ وفساد کی بات نہیں ہوگی۔ یہاں تربیت، رواداری، امن، معاشرتی ترقی اور بھلائی کی بات ہوگی۔ اللہ اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی بات ہوگی۔ انشاءاللہ

افتتاحی تقریب میں معززین شہر کی ایک بڑی تعداد شامل تھی۔ میئر آف لِکوِت، آرمی کے نائب کور کمانڈر صوبہ باندوندو، سٹی پولیس چیف، اور دیگر اہم مہمانوں کے علاوہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے دو صد پچاس سے زائد مہمانوں نے افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔

لِکوِت شہر کے میئر کی تقریر

شہر کے میئر مسٹر Mutangu Katonga Leonard نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جب اس مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا تو بعض لوگوں کو خدشہ تھا کہ یہ مسجد بھی ہمارے معاشرے کے لئے جنگ اور لڑائی کا پیغام لانے والی ہوگی۔ لیکن آج یہاں جماعت احمدیہ کا پیغام سننے کا موقع ملا ہے اور اس کے بعد تمام خدشات دور ہو گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ احمدیت کا پیغام جنگ وجدل کا نہیں بلکہ امن وسلامتی کا ہے۔ جماعت احمدیہ محبت اور بھائی چارے کا درس دیتی ہے۔ آج پتہ چلا ہے کہ اسلام انتہا پسندی اور قتل وغارت گری کی تعلیم نہیں دیتا۔ مکرم امیر صاحب نے جو محبت کا پیغام ہمیں دیا ہے اس سے ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہم امن اور سلامتی میں رہیں گے۔ اور یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم آپ کے شانہ بشانہ چلیں۔ آپ نے بتایا ہے کہ جماعت کی مساجد سب کے لئے کھلی ہیں۔ ہم سب ایک ہی خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ آج کی تقریب کی میڈیا کوریج کے ذریعہ تمام لِکوِت کے رہنے والے اسلام کی امن پسند تعلیم سے آگاہ ہوں گے اور جماعت کے امن پسند چہرے سے روشناس ہوں گے۔ خدا آپ پر برکات نازل فرمائے۔

نائب کور کمانڈر جنرل ALENGBIANZAMBE نے کہا کہ مَیں اس مسجد کے سنگ بنیاد کے وقت موجود تھا۔ اس وقت یہ جگہ ایک جنگل کی طرح تھی۔ اب یہاں پورا شہر بسا ہوا ہے۔ اس جگہ کو اب امن کا مقام کہا جا سکتا ہے۔

میڈیا کوریج

شہر کے 3 ریڈیو اور 2 ٹی وی چینلز نے بھرپور کوریج کی۔ ریڈیو پر مکمل افتتاحی تقریب نشر کی گئی۔ اس طرح کم از کم دو لاکھ افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

تقریب کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

....

کونگو کنشا سا کے شہر لِکوِت میں عطیۂ خون کا کامیاب پروگرام

مکرم حافظ مزمل شاہد صاحب مبلغ سلسلہ، باندوندو کی طرف سے ککوت شہر میں عطیۂ خون کے پروگرام کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ 31 جولائی 2015ء کو مسجد بیت الواحد کے افتتاح کے بعد شام ساڑھے چار بجے عطیۂ خون کا پروگرام ہوا۔ اس پروگرام میں سرکاری ہسپتال کے بلڈ بنک کے انچارج اپنی ٹیم کے ساتھ مسجد بیت الواحد تشریف لائے۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم Jean Marie صاحب انچارج بلڈ بنک نے عطیہ خون دینے کے حوالہ سے عطیہ دینے والوں کو بریفنگ دی۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ ہمدردیٔ خلق کے جذبہ سے سرشار ہوکر خدمتِ انسانیت کر رہی ہے۔

مکرم امیر صاحب کونگو نے بتایا کہ قرآن مجید کی رو سے ایک انسانی زندگی بچانا گویا ساری انسانیت کو بچانے کے مترادف ہے۔ اس لئے خدمت انسانیت کے لئے خون کا عطیہ دینا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس شہر میں ایک خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق دی ہے۔ جس پر ہمارے دل خدا تعالیٰ کے شکر سے لبریز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اس کی مخلوق کی خدمت کی جائے۔

دعا کے بعد احباب نے خون کا عطیہ دیا۔ مکرم امیر صاحب نے سب سے پہلے اپنے آپ کو عطیہ خون کے لئے پیش کیا۔ اس کے بعد 21 خوش نصیب خدام نے بھی عطیہ دیا۔ فجز اھم اللہ احسن الجزاء۔

اس موقع پر مسجد کے صحن میں خوبصورت بینرز لگائے گئے تھے۔ ایک بینر پر درج تھا کہ ''میں ایک احمدی مسلمان ہوں اور میرا خون دوسروں کی خدمت کے لئے ہے''۔ بلڈ بنک کے انچارج اور ٹیم کے سربراہ نے اصرار کیا کہ انہیں یہ بینر دیا جائے۔ چنانچہ انہیں وہ بینر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ بینر اپنے دفتر کے سامنے لگانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح جہاں عطیہ خون کا پروگرام ہوگا وہاں اس بینر کو لگایا کریں گے۔ نیز اس پروگرام سے متعلق اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ عمل یقیناً ایک نیک عمل ہے۔ آپ لوگ یہ کام کر کے یقیناً قیمتی انسانی جانوں کی حفاظت کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں کبھی کسی مسلم کمیونٹی نے خون کے عطیات نہیں دیئے۔ جماعت احمدیہ اس میدان میں بھی دوسروں پر سبقت لے گئی ہے۔

جرنلسٹ آف RTVSI نے کہا کہ عطیہ خون کا یہ عمل جماعت کے نعرہ 'محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں' کی عملی تصویر ہے۔

اس تقریب کی میڈیا کوریج 3 لوکل ریڈیو اور 2 ٹی وی چینلز کے ذریعہ ہوئی۔

....

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں